I. I. A. S. LIBRARY

Acc. No.

This book was issued from the library on the date last stamped. It is due back within one month of its date of issue, if not recalled earlier.

CATALOGUED

INDIAN INSTITUTE OF
ADVANCED STUDY
LIBRARY * SIMLA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صراط المستقیم

فتویٰ متفقہ

مکرم و محترم عالیجناب حکیم الامۃ مجدد الملۃ امام العلماء والفضلاء مفتی اعظم

حضرت مولانا مولوی صوفی محمد اشرفعلی صاحب تھانوی دام ظلہم

و دیگر حضرات علماء کرام کے فتاوے

جن سے ثابت ہوتا ہی کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی وغیرہ

مسلمانوں کی مذہبی و اقتصادی زندگی کے لیئے سخت خطرناک ہے

اور مسلمانوں کی اسمیں شرکت شرعاً حرام و ناجائز ہے

جنکو خان بہادر (حاجی) محمد یوسف صاحب احمد پائی دہلی نے

جید برقی پریس دہلی میں طبع کرایا

MUTTAFAQAH FATWA

(Against civil disobedience movement)

By

Thanawi Maulana Muhammad Ashraf Ali etc

Ed-I

Publisher

Jayyid Barqi Press

Delhi

1930

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد وصلوٰۃ عرض ہے کہ کانگریس کمیٹی اور گاندھی تحریک آزادی وسول نافرمانی وغیرہ (جو ملک کے امن عامہ کو برباد کرنے اور ہندوستان میں رام راج قایم کرنے کیلئے اٹھائی گئی ہے) مسلمانوں کی مذہبی واقتصادی زندگی کیلئے نہایت خطرناک اور شرعاً ناجائز ہے

کفر اسلام کی ضد ہے اور ہر کافر مسلمانوں کا دشمن ہے۔ دشمن سے فائدے کی امید رکھنا حماقت ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے (پ ۴ ع ۳) غیروں (کافروں) کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے تمہاری تکلیف ومصیبت تو ان کی دلی تمنا ہے۔ دشمنی ان کے منھو ں سے ظاہر ہو چکی اور جو کچھ ان کے سینوں میں دبا ہے وہ اور بھی زیادہ سخت ہے اسی طرح آیات کلام اللہ میں (پ ۵ ع ۹) صاف صاف ارشاد ہے کہ کافروں کو اپنا دوست اور مددگار نہ بنانا (پ ۲ ع ۱۲) ہرگز تم ان کی مدد نہ کرنا انکے کہنے میں نہ آجانا ورنہ وہ تم کو تمہارے دین سے ضرور برگشتہ کرکے چھوڑینگے۔ پھر تم نقصان میں پڑجاوگے (پ ۴ ع ۷) اسی قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ مشرکین سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے مسلمان برادران وطن کے ساتھ شریک ہوکر اتفاق واتحاد قائم کرکے بارہا دھوکہ اٹھا چکے ہیں۔ ہر قسم کے نقصانات برداشت کر چکے ہیں، حکومت دولت عزت وحرمت کو برباد کر چکے ہیں، ہماری طاقت کا بھرم جو اغیار پر باقی تھا

ضروری التماس !

Library IIAS, Shimla
U 297.2 As 36 M
00036858

مہربانی … غور پڑھیں اور اپنے

دوستوں اور عورتوں اور بچوں کو بھی سنائیں۔ مساجد

میں حضرات امام صاحبان جملہ نمازیوں کو سُناکر اجر عظیم کے

مستحق ہوں

INDIAN INSTITUTE OF ADVANCED STUDY
36858
2.6.71
SIMLA
U 297.2 As 36 M

(نوٹ) (١) اور دیگر بہت مقامات سے بھی استفتا کے جوابات موصول ہو رہے ہیں بعد طبع اس رسالہ کے شامل کر دئیے جادیں گے۔

(٢) اگر کسی مقام پر کوئی مسلمان اسکو طبع کرانا چاہے تو خادم کے حوالہ سے طبع کرائیں کیونکہ تمام اصلی تحریرات بندہ کے پاس محفوظ ہیں۔

پر پہونچے گا کہ اہل ہند اب تک کسی طرح اس کے اہل نہیں کہ انکو عنان حکومت تفویض کی جائے۔

اور گورنمنٹ آزادی تسلیم کرکے ہندستانیوں کو ہندوستان کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دے اور ان کو سوراج دیکر اقلیتوں کا خون کرے اور لا متناہی خانہ جنگیوں کا دروازہ کھول دے اگر خدانخواستہ ہندوستان کی بدقسمتی سے ایسا ہوا بھی تو تمام نظام درہم و برہم ہو جائینگے دنیا سے امن اٹھ جائے گا مظلومانہ اور حریصانہ جنگ شروع ہو جائے گی۔

ہندوستان کے سیاست دان حضرات میں اتنی اہلیت اور قابلیت ہی نہیں کہ وہ اپنی خانہ جنگیوں کو روک سکیں تو بھلا دوسروں کی للچائی ہوئی نگاہوں کی کیسے تاب لا سکتے ہیں۔ ہندوستانیوں میں حکومت خود اختیاری کی قابلیت کسی طرح بھی موجود نہیں ہے ملکی بھائیوں کے آپس کے برتاؤ مذہبی اور معاشرتی اختلافات آئے دن کے تنازعات کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

لیڈروں، رہنماؤں، مبلغوں، کا آپس میں عناد و شقاق پریس اور اخبارات کا تصادم، مذہب کا مذہب سے ٹکرانا سنگھٹن، جمعیت علماء خلافت کمیٹی کانگریس، مہاسبھا، امن سبھا، مسلم لیگ، سکھ لیگ، وغیرہ وغیرہ کے ایک دوسرے سے اصولی اختلافات و ذاتی عناد جو صرف فواحشات اور گالی گلوچ تک ہی محدود نہیں بلکہ زدوکوب اور قتل و غارت تک بھی نوبت پہنچی ہوئی ہے یہ سب مثل روز روشن عیاں ہے۔ پس جس قوم کا یہ حال اور مطمح نظر مد مقابل کو زک دینا اور اپنی خود غرضیوں کو عملی جامہ پہنانا ہو وہ کیا مصالح سلطنت سمجھ سکتی

اسکو بھی گذشتہ تحریک کے زمانہ میں برادران وطن سے ملکر ان کی نظر کر دیا۔ ہرے بھرے گلزار کو نذر خزاں کر دیا، برادران وطن سے مل کر اب کیا نذر کرنا چاہتے ہو؟

اور اب کیا ہوس باقی ہے؟

انسان کچھ کھو کر ہی سیکھتا ہے، ہم نے سب کچھ کھو کر بھی کچھ نہ سیکھا

سوراج کا انجام

میں خیال کرتا ہوں کہ میری حق اور صداقت بھری تحریر اور خواب غفلت سے چونکانے والی آواز خود غرضوں اور نااہلوں کے نقار خانہ میں صدا طوطی سے زیادہ وقعت نہ رکھے گی لیکن مجھو اسکی پروا نہیں میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل کے نتیجہ سے آگاہ کروں، یہ یقینی امر ہے کہ سوراجی پارٹی اور کامل آزادی کے طالبوں کو میری تحریر ضرور شاق گذریگی لیکن واقعات گذشتہ اور حاضرہ پر جنکی وسیع نظر ہے اگر میری تحریر کو بہ نظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے تو ان کا ضمیر خود میری تائید کریگا۔

مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آج سوراج اور مکمل آزادی کے طلبگار جو حصول آزادی میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ اس قابل بھی ہیں کہ عنان سلطنت ان کو سونپ دی جائے؟

یہ ایک اہم سوال ہے اور اسکے جواب میں ہر مدمغ اور ذی عقل شخص اپنا غیر معمولی اور قیمتی وقت صرف کر کے غور و فکر کے بعد ضرور اس نتیجہ

جا رہا ہے۔

افسوس ہمارے خود ساختہ لیڈر ہندوؤں کے دلی منصوبے اور شریعت شکن کارروائیوں کی مطلق پرواہ نہیں کرتے اور نہ مستقبل پر غور کرتے ہیں۔

معزز ناظرین ہندوؤں کے رویّہ کا مشاہدہ آپ کو اس وقت ہو رہا ہے۔ جب کہ سوراج یا مکمّل آزادی "ہنوز دلی دور است کا مضمون ہے" بعد حصول سوراج ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی کیا درگت ہوگی۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے آئے دن ہندوستان میں مساجد کو شہید کرنے اذانوں کو روکنے مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے ہر سال قربانی گاؤ پر ہندو مسلم فسادات ہونے کے متعلق اگر تفصیلی حالات لکھے جائیں تو ایک دفتر درکار ہے۔

کہیں ہندوؤں کی اکثریت اور کہیں ان کی دولت و امارت مسلمانوں کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے ہندوؤں کی متعصب نگاہیں اپنے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے خالی جانے ہی نہیں دیتیں، جب اور جس قسم کا موقعہ انکو ملتا ہے مسلمانوں کے برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔

ناظرین یہ مذکورہ حالات ہیں اس ملک کے اور اس ملک کے سیاسی اور تعلیمیافتہ باشندوں کے جو آج سوراج اور مکمل آزادی کے حامی ہیں اور خود کو سلطنت کا اہل قرار دیتے ہیں۔

کیا جس قوم کی ذہنی اور نفسانی کیفیت ایسی ہو اور اسکی ضمیر فساد و عناد کا اس طرح نشوونما کرتی اور آپس میں اس طرح جھگڑتی ہو اسکو سلطنت کا اہل کہا جا سکتا ہے؟ اور وہ قوم کبھی بھی بغیر تیسری قوم کی مدد کے امن قایم رکھ سکتی ہے؟

ہے اور غریب رعایا کی تکالیف اور درد کا کیا علاج کر سکتی ہے اور ایسے
خود غرضوں متعصّبوں سے بھلائی اور رفاہ عام کی امید رکھنا کمال نادانی اور
ناقابل تلافی نقصان ہے انصاف کیجئے کہ ایسی کوتاہ نظر اور اپنے بھائیوں
کے ساتھ دلی عداوت رکھنے والی جماعت کیا کامل آزادی لیکر دنیا کے سامنے
سرخرو ہو سکتی ہے اور ہندوستان جیسے مختلف الخیال اور مختلف العقائد ملک میں امن اور شانتی
قائم رکھ سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں

آج ہندوستان کو سوراج حاصل نہیں ہے لیکن ہندوؤں کی اکثریت
اور طاقت کی بنا پر ہندو راج ضرور حاصل ہے یعنی ہندوؤں کو جو اکثریت اور
باعتبار نشستوں کے جو قوت حاصل ہے اس سے مسلمانوں کے جس قدر حقوق پامال
ہو رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔

ہندو ممبران کی کثرت نے شاردا ایکٹ کو جو مسلمانوں کے لئے مذہبی مداخلت ہے
پاس کرایا۔ حالانکہ اکثر مسلم ممبران نے اس بل کی مخالفت بھی کی۔ اسی طرح
اسمبلی میں انسداد گاؤکشی کا مسئلہ پیش ہونا ہندوؤں کے اعلیٰ طبقہ اور تعلیمیافتہ
صاحبان کی کدورت قلبی کا ثبوت ہے ہندو قانونی پہلو بھی لئے ہوئے مذہبی
مداخلت کے درپے ہیں، اہل ہنود کا تشدد آمیز اور سفاکانہ برتاؤ جو مسلمانوں سے
ہر سال بقرعید کے موقعوں پر قربانی گاؤ کو بند کرانے کیلئے برتا جاتا ہے مسجد
کے سامنے باجہ بجانے کے سلسلہ میں جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے جاتے ہیں وہ
ہمیشہ آپ کو اخبارات سے معلوم ہوتے رہتے ہیں، یہ سب کچھ قانون شریعت
کو مٹانے اور مسلمانوں کو شریعت سے ہٹانے اور ہندو مہاشوؤں کو خوش کرنے کیلئے کیا

میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں یہ خصائل مذکورہ جس ملک قوم میں ہوں وہ کبھی آزاد نہیں رہ سکتی اور قدرت بھی اسکو کبھی اس کا اہل نہیں سمجھتی۔ ایسی قوم کیلئے آزادی سم قاتل ہے جسکا علاج سوائے طوق غلامی کے دنیا میں اور کچھ نہیں۔ ایسا ملک اگر آزادی اور سلطنت کا طلبگار ہو تو گویا۔ وہ اپنے لئے زہر تجویز کر رہا ہے۔ ایسے نادان مریض کی بابت طبیب ہرگز کان نہ دھریگا کیا گورنمنٹ برطانیہ ہندوستانیونکی جبتک کہ ان میں صلاحیت نہ ہو آزادی تسلیم کر کر اسکے تجویز کردہ زہر کو اسکے لئے جائز رکھے گی؟ اگر ایسا ہوا تو کہا جائیگا کہ گورنمنٹ نے سخت غلطی کی اور ہندوستانیوں کو اسنے ایک پرخطر گڑھے میں ڈالکر ایک بڑا گناہ کیا۔

میرے منصف حضرات! یہی پھوٹ اور آپس کی نااتفاقی جو ہندوستانیوں کے رگ و ریشہ میں ازل ہی سے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ہندوستان میں انگریزی تسلط کا باعث ہوئی اور اسی طرح انگریزوں سے قبل بھی صدیوں تک پردیسی حکومتیں ہندوستان کے ازلی محکوموں پر حکمرانی کرتی رہیں ہندوستانیونکی کی سینکڑوں برس کی قدیمی غلامی سب سے بڑی اور کھلی دلیل ہے کہ ہندوستان کبھی بھی خود مختاری کے قابل نہ تھا، کیونکہ ان کے اندر شروع سے وہ جزو لطیف ہی قدرت نے نہیں بخشا جسکو آزادی اور حریت کے معزز نام سے موسوم کیا جاتا ہے اگر ہندوستان میں حریت کا مادہ موجود ہوتا تو آج سینکڑوں برس سے وہ پردیسی حکومتوں کا محتاج نہ ہوتا اور صدیوں تک سلطنت تیموریہ غزنویہ، غوریہ، مغلیہ، شرقیہ، انگلشیہ ہندوستان میں اپنا قدم جمائے نہ رکھتیں اب بھی ہندوستان پردیسی حکومت کا محتاج ہے اگر آج ہندوستان

ہندوستان جیسے مختلف الخیال اور مختلف العقائد خطہ میں ہندو مسلمان آریہ سکھ عیسائی وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے مختلف صدہا فرقے آباد ہیں ان میں بھی آپس میں کوئی اتحاد نہیں نہ ایک راہ عمل ہے نہ ایک دوسرے سے خوش۔

مسلمانوں میں سنّی شیعہ قادیانی احمدی وغیرہ فرقے ہیں جو کسی ایک مسلک پر متحد نہیں فروعات اور جزئی اختلافات پر ایک دوسرے سے برسرجنگ ہیں۔

اسی طرح ہندوؤں میں بھی مختلف فرقے ہیں اور ان میں بھی اسی قسم کی کشمکش ہے۔

سکھوں کو لیجئے تو وہ ہندو مسلمان دونوں سے ناراض بے اعتماد ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنے فرقے آباد ہیں کسی سے ایک دوسرے کا اتفاق اتحاد نہیں ایک دوسرے کو اپنے میں جذب کرنے کی فکر میں کوشاں اور سرگرداں ہے اکثریت اقلیت کو دبانا چاہتی ہے

(۲) ایسے مواقع واسباب پیدا کئے جاویں کہ ہر قوم اور ہر مذہب والا دوسرے پر اعتبار واعتماد رکھے اور اقلیت اکثریت سے مطمئن ہو۔

(۳) تمام اقلیتوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق محفوظ رہیں۔

(۴) ہر پابند مذہب اپنے مذہبی احکام میں آزاد ہو۔ کسی پر کسی طرح کی پابندی نہ ہو۔

مسلمان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہو کر کبھی بھی ہندوؤں کی غلامی کو گوارا نہ کریں گے۔

ان مذکورہ اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے حصول آزادی کا نام لینا چاہیئے۔

اسی لئے مسلمانان ہند کی متعدد جماعتوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کر دیا ہے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک سول نافرمانی غیر مسلمانوں کے لئے سخت خطرہ کا موجب ہے اور اسلامی روایات اور اسلامی مفاد کے اشد ترین منافی ہے اور مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق کو تباہ اور برباد کرنے کیلئے شروع کی گئی ہے۔

اسلام کی محبت جو ہمارے سینوں میں محفوظ ہے غیر ممکن ہے کہ ہم سے کوئی چھین سکے ہم نے تلواروں اور سنگینوں کے سایہ میں اسلامی علم بلند کیا ہے ممکن ہے کہ دریا خشک ہو کر مٹی ہو جاویں اور ممکن ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جاویں مگر یہ محال اور بالکل محال اور غیر ممکن ہے کہ حضور آقائے نامدار روحی فداہ کے سچے غلام کسی دوسرے مالک کے در کی جبہ سائی کریں۔

حاشا وکلا اسلام فتنہ وفساد کا دشمن ہے اسلام دنیا میں امن واطمینان پھیلانے آیا ہے

کی بدقسمتی سے بحالت موجودہ انگریزی حکومت اٹھالی جائے تو ایک روز کا بھی امن محال ہے، طاقتور کمزور کو اکثریت اقلیت کو فنا کردیگی اور ایک ہیبتناک خانہ جنگی شروع ہوجائیگی مسلمانوں کو مذہبی احکام کا ادا کرنا مشکل ہوجائیگا، مساجد شہید کردیجائینگی جلد منائیں اذانیں اور نمازیں ممنوع قرار دی جائینگی۔ قربانی اور ذبیحہ گاؤ پر ہزاروں جانیں بےمقصود تلف ہونگی ان خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھاکر ہندوستان جیسے زرخیز ملک پر للچائی ہوئی نگاہیں مثلِ گدھ منڈلاتی ہوئی نظر آئینگی اور آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ پھر کسی نہ کسی حکومت کا دستِ ترحم دراز ہوگا اور پھر وہی گردن میں طوق غلامی ہوگا اور غلام ہندوستان کا خطاب ہوگا

حضرات! میری مطالعہ میں آنیوالی تحریر بظاہر سوراج اور تحریک آزادی کے خلاف معلوم ہوگی لیکن حقیقتاً واقعہ ایسا نہیں ہے اور نہ یہ میرا منشا ہے کہ کسی کے دلی جذبات کو مجروح اور فطرتی احساسات کی بلا وجہ مخالفت کروں

لیکن اہل ہند کی فرقہ بندی اور ہندؤں کے اسلام اور شعائر اسلام کیساتھ معاندانہ اور جارحانہ برتاؤ کو دیکھ کر عرض کیا جاتا ہے۔

اگر حقیقتاً غلامی سے آزاد ہونا ہے تو ایسے خیالوں کو جو عداوت اور مناقشت اور خود غرضی کا درجہ رکھتے ہیں مساوات اور موالات و ایثار سے بدل دینا چاہیے جس طریقہ کو ہمارے برادران وطن اپنی مطلب برآری کیلئے اختیار کئے ہوئے ہیں وہ سخت ضرررساں ہے، اگر برادران وطن واقعی شیدائے حریت اور مستانۂ آزادی ہیں تو اپنے موجودہ غدارانہ اور سفاکانہ طریقہ کو بدلیں اور تنگ نظری اور خود غرضی کا سدباب کریں، اور زبانی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مساوات اور اتحاد پیدا کریں (۱) ملک کے لئے ایک ایسا دستورالعمل مرتب کریں جس پر سب قومیں متفق اور

استفتاءِ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال. کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ ملک ہندوستان میں دوسرے ملک کی رہنے والی ایک غیر مسلم قوم حکمراں ہے اور اسکی رعایا میں دو جماعتیں ہیں ایک مسلم ایک غیر مسلم غیر مسلم رعایا نے اپنی ایک قومی سیاسی مجلس بنائی جسمیں کچھ مسلمان بھی شریک ہو گئے اور حکمراں قوم سے آزادی حاصل کرنیکیلئے ذیل کی تدابیر اختیار کیں

نمبر ۱. حکومت کی قانون شکنی کیجاوے گو وہ قانون فی نفسہ مباح ہی ہو یعنی اسکے ماننے سے کسی واجب کا ترک یا حرام کا ارتکاب لازم نہ آوے اور اگر اسپر حکومت تشدد کرے تب بھی مدافعت نہ کرے نہ مقابلہ سے اور نہ قانون شکنی کے ترک کرنیسے گو اس اصرار سے بعض اوقات ہلاکت تک کی بھی نوبت آجاتے حالانکہ قانون شکنی سے بچکر اپنی جان کی حفاظت کر سکتے تھے۔

نمبر ۲. حکومت سے معاملات میں مقاطعہ کیا جاے یعنی نہ اسکی نوکری کریں اگرچہ جائز ہی نوکری ہو اور اگرچہ دوسرے ذرائع معاش کے فقدان سے نوکری نہ کرنیسے کتنی ہی تنگی ہو۔ نہ اسکی تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کیجاوے اگرچہ وہ تعلیم مباح ہی ہو اور نہ اسکے ملک کے تجارتی اشیاء (خصوص پارچہ) خریدی جاویں :-

اسلام کبھی بدامنی و بربادی کو دوست نہیں رکھتا۔ مناسب ہے مسلمان فتنہ و فساد کی آگ کو دبائیں۔ اپنے کمزور بازوؤں کو طاقتور بنائیں۔

افسوس ہم مسلمانوں کا اس وقت صحیح معنوں میں کوئی لیڈر نہیں ورنہ یہ وقت تھا کہ کمزور مسلمانونکو قوت پہنچائی جاتی بچھڑے ہوئے مسلمانونکو گلے ملایا جاتا۔ بکھرے ہوئے شیرازے کو ایک سلسلہ میں منسلک کیا جاتا ہر طرف مسلمانوں میں اتحاد اور تنظیم کا دور دورہ ہوتا غیروں سے رابطہ و اتحاد قائم کرنے سے پیشتر آپس میں متحد ہو جاتے پھر دوسروں کے ساتھ اتحاد کا نام لیتے کانگریس کمیٹی خالص ہندو کمیٹی ہے۔ اس میں بعض علماء وغیرہ بوجہ اغراض ذاتی و مالی یا جاہی اور بعض بوجہ غلط فہمی کے شریک ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کو شریک ہونیکی ترغیب دے رہے ہیں اس وجہ سے مسلمانونمیں نا اتفاقی اور عداوتوں اور جنگ و جدل کا بازار گرم ہو رہا ہے فتنہ اور فساد کے دروازے کھل رہے ہیں ہر طرف بدامنی اور بربادی کے آثار نمایاں ہیں کانگریسی تحریک میں صدہا افعال خلاف شرع ہو رہے ہیں اسمیں شرکت یا عدم شرکت کیلئے مسلمان سخت متردد ہیں لہٰذا ضروری معلوم ہوا کہ شرعی احکام بطور فتویٰ شائع کئے جاویں تاکہ مسلمانوں کو صحیح اور سچے راستے سے آگاہی ہو جاوے۔

حق تعالیٰ مسلمانوں کیلئے اس فتویکو مفید اور اسپر عمل کرنیکی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

(خان بہادر حاجی) محمد یوسف احمد بائی والہ دہلی

۱۰ ستمبر ۱۹۲۱ء

نگاہ اور قلب کا فتنہ تو یقینی ہے اور بعض اوقات اس سے آگے فحش افعال میں بھی ابتلا ہو جاتا ہے

نمبر۶۔ اگر کوئی گرفتار ہو جائے ان میں سے بعض لوگ جیلخانہ میں مقاطعہ جوعی کرتے ہیں یعنی کھانا نہیں کھاتے یہاں تک کہ مرجاتے ہیں۔ اور قوم میں ان کی مدح کی جاتی ہے۔

نمبر۷۔ وقتاً فوقتاً جلسے کیے جاتے ہیں جلوس نکالے جاتے ہیں ان میں تلبیسی تقریریں کی جاتی ہیں بعض اوقات کنواری بیاہی۔ نوجوان عورتیں بھی تقریریں کرتی ہیں خلاف شرح نظمیں پڑھی جاتی ہیں، باجا وغیرہ بھی بجایا جاتا ہے

نمبر۸۔ ان تحریکات کی غرض خود اس جماعت کے اقرار سے تو ایک ایسی حکومت کا قائم کرنا ہے جسمیں عنصر غالب اس غیر مسلم جماعت کا ہوگا۔ اور عنصر مغلوب جماعت مسلم کا مگر واقع میں یہ عنصر مغلوب بھی برائے نام ہی ہے اصلی غرض اس غیر مسلم جماعت کا تسلط ہے جس سے شعائر اسلام اور جماعت مسلمین ذاتاً یا مذہباً بالکل فنا ہو جاویں چنانچہ خود اس حکومت کا نظام مجوزہ اور اس جماعت کے معاملات و واقعات اور تقریرات و تحریرات اسپر کافی گواہ ہیں چنانچہ تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ اس جماعت غیر مسلم نے عام مسلمانوں کو آزادی کی جدوجہد میں شریک کرنے اور ان سے مدد لینے کے لئے ایک قرارداد منظور کی تھی جس سے مسلمانوں کے مذہبی و قومی مصالح اور ملکی حقوق کا ایک حد تک تحفظ ہوتا تھا۔ چنانچہ اس قرارداد کی وجہ سے

نمبر۳۔ جن دوکانوں پر ایسی اشیاء کی تجارت ہوتی ہو اُن پر پہرے دار مقرر کئے جائیں کہ وہ خریداروں کو جس طرح بھی ممکن ہو روکیں۔ اوّل زبانی فہمائش سے۔ اگر اس سے نہ مانیں تو اُن کے راستہ میں لیٹ جائیں تاکہ وہ مجبور ہو جائیں اور اگر خرید چکے ہوں تو ان کو واپسی پر مجبور کریں گو دوکاندار خوشی سے واپس نہ کرے اسی طرح دوکانداروں کو ایسی اشیاء کی تجارت بند کرنے پر مجبور کریں اگر وہ نہ مانیں تو اس کو طرح طرح کی تدبیروں سے ضرر پہنچا دیں دھمکیاں دیں گو اس دوکاندار کے پاس اور کوئی ذریعہ معاش نہ ہو اور گو اس تجارت کے بند کرنے سے وہ اور اسکے اہل وعیال بھوکوں مریں۔

نمبر۴۔ اپنے رہبروں کی گرفتاری وغیرہ کے موقعوں پر ہڑتال کرا دینا یعنی دوکانیں بند کرا دینا اگرچہ کسی کو دوکان بند کرنے سے فاقہ کی نوبت آجاوے۔ اور جو شخص ان مقاطعات واحتجاجات مذکورہ نمبر۲ و نمبر۳ و نمبر۴ میں ان سے شرکت نہ کرے اسکو اذیت پہنچانے میں حتیٰ کہ بعض اوقات موقع پاکر زدوکوب کرنے میں بھی دریغ نہ کریں۔

نمبر۵۔ اِن مذکورہ پہروں اور ہڑتالوں میں بے پردہ عورتوں سے مدد لینا اگرچہ وہ جوان اور زینت سے آراستہ ہوں یعنی ان کا دوکانوں پر بے حجابانہ بیٹھنا اور سڑکوں پر پھرنا یا خرید و فروخت سے روکنا۔ ہڑتال وغیرہ کی ترغیب دینا اور اس مقصود کیلئے اجنبی مردوں سے بے تکلف خطاب و اختلاط کرنا اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر یا راستہ میں لیٹ لیٹ کر خریداروں کو مجبور کرنا جس سے بعضے غلبۂ حیا سے اور اکثر غلبہ شہوت سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس میں

مگر بعضے مسلمان گو بہت ہی قلیل ہیں ان کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھر ان میں بعض مسلمان تو ظاہراً و باطناً ان کے تابع ہو کر اور بعض برلئے نام زبان سے تو اپنے استقلال کے مدعی ہو کر مگر عملاً ان کے تابع ہو کر ان کے ساتھ شرکت کرتے ہیں یہ مجمل صورت ہو واقعات کی۔ اور تفصیل مشاہدات و مطالعہ اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہو۔ اب ان واقعات کے متعلق سوالات حسب ذیل ہیں۔

الف۔ آیا یہ افعال مذکورہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں اور جماعت مسلمین کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز ہے یا نہیں۔ بالخصوص جماعت غیر مسلم کے تابع ہو کر پھر خصوص جب کہ اس کا اثر کفر کی تقویت اور اسلام کا ضعف ہو جیسا واقعات نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۰ سے ظاہر ہے

ب۔ اگر افعال ممنوعہ کے ساتھ کچھ افعال مباح بھی ہوں تو ان افعال مباحہ کے شامل ہونے سے آیا افعال ممنوعہ بھی مباح ہو جاوینگے یا مباح و غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح رہے گا،

ج۔ ایسی حکومت جو مرکب ہو جماعت مسلمہ و غیر مسلمہ سے۔ کیا وہ حکومت اسلامی ہو گی یا غیر اسلامی خصوص جب کہ قرائن قطعیہ سے ثابت ہو کہ اس حکومت میں ہمیشہ مقصود مصالح سیاسیہ ہونگے اور جب کبھی ان مصالح میں اور مذہب میں تصادم و تزاحم ہو گا وہ مصالح ہی مقدم ہونگے اور مذہب کو یا ترک کر دیا جاویگا یا اس میں تحریف کر کے ان مصالح پر منطبق کر دیا جاویگا بلکہ اس حکومت میں جس قسم کے مسلمان حصہ پا سکتے ہیں خود انکے حالات سے بھی یہی ترجیح مصالح کی مذہب پر قریب یقینی ہے جسکی تازہ

بعض مسلمان کسیقدر مطمئن ہو گئے تھے لیکن بعد میں اس جماعت نے اپنی دوسری خالص مذہبی و قومی مجلس اعظم کے ایماء و ہدایت کے موافق اس قرارداد کو منسوخ کر دیا اس کارروائی سے ایک تو اس جماعت غیر مسلم کی نیت و ارادہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے زیر اثر اور مغلوب کر کے رکھنا چاہتی ہے اور یہ خطرہ یقینی ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اور قومی معاملات میں اسلامی شریعت کے خلاف دست اندازی ہوا کریگی جسکی مثال ساردا ایکٹ کی صورت میں پہلے سے موجود ہی دوسرے اس جماعت غیر مسلم کے نقض عہد کی وجہ سے مسلمانوں کو آئندہ انکے کسی عہد و پیمان پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۹۔ ان تدابیر کی تجویز و تعلیم و تنفیذ کا علمبردار ایک ایسے غیر مسلم کو قرار دیا گیا ہے جس کا مطمح نظر صرف اپنی قوم کا مفاد ہے اور مسلمانوں سے اسکو کوئی ہمدردی نہیں چنانچہ اس کے مقاصد میں سے گاؤکشی کا انسداد خود اسکے اقرار سے ثابت ہے، جیسا کہ اخباروں میں مذکور ہے اور باوجود اسکے بعض مسلمان اس غیر مسلم کے ایسے مطیع و معتقد اور محب ہیں کہ جو اسکے منہ سے نکلتا ہے عمل میں بھی اس پر لبیک کہتے ہیں اور اسکے مقولہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اسکے محاسن نہایت جوش و خروش سے بیان کرتے ہیں اور کم سے کم ٹوپی ہی پہننے میں رغبت سے اسکے ساتھ تشبہ کرتے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ اس جماعت غیر مسلمہ کے بعض احاد اپنی قوت بڑھانے کیلئے مسلمانوں کو شرکت کی اب بھی دعوت دیتے ہیں اور بعضونکو اپنی قوت پر ایسا ناز ہے یا کسی مصلحت سے وہ قوت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی طرف التفات بھی نہیں کرتے

کر لینا اجماع میں داخل ہو جاویگا جسکی مخالفت ناجائز ہوتی ہے

۵۔ جو شخص ان تدابیر کو خلاف شرع سمجھ کر اس میں شرکت نہ کرے اس پر ملامت کرنا یا طعن کرنا یا اسکو بدنام کرنا یا اس سے بڑھکر اسکو کسی قسم کی مالی یا بدنی اذیت و مضرت پہونچانا جیسا کہ بہت مواقع پر ہوا جائز ہے؟

الجواب

الف۔ یہ افعال شرعاً جائز نہیں اور مسلمانوں کو ایسے افعال کا ارتکاب جائز نہیں خصوص جب کہ غرض بھی وہ ہو جو سوال میں مذکور ہے اُسوقت دو قبح جمع ہو جائیں گے ایک باعتبار حقیقت کے دوسرا باعتبار غایت کے چنانچہ ایک ایک کے متعلق لکھتا ہوں۔

(نمبر ا) حق تعالےٰ فرماتے ہیں وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ اور جس حالت میں اُس قانون پر عمل کرنا شرعاً جائز ہو جیسا سوال میں مذکور ہو تو بلا ضرورت ایسی قانون شکنی کا انجام ہلاکت ظاہر ہے

(نمبر ۲) یہ مقاطعہ بعض اوقات ترک واجب تک مفضی ہو جاتا ہے مثلاً کسی کے پاس بجز جائز نوکری یا کسی خاص تجارت کے دوسرا کوئی جائز ذریعہ معاش کا نہیں اور ادائے حقوق اہل و عیال کے لئے اسپر اکتساب واجب ہو تو اس مقاطعہ سے اس واجب کا ترک لازم آتا ہے۔ اور ترک واجب معصیت ہے اور جن مقاطعات میں اس واجب کا ترک بھی لازم نہ آتا ہو

نظیر امان اللہ خاں کی حکومت کا رنگ ہی پھر غیر مسلم سے تو رعایت مذہب کی کیا توقع ہے پس کیا ایسی حکومت کیلئے جو کہ مسلم و کافر میں مشترک ہو پھر مسلم بھی وہ جنکی حالت ابھی مذکور ہوئی کوشش کرنا جہاد ہے جس کی شرعی غرض اعلاء کلمۃ اللہ اور تقویت دین ہے اور گو اب بھی حکومت غیر اسلامیہ ہے مگر کیا ان دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یا نہیں کہ اب تو حکومت غیر اسلامیہ ہمارے اختیار سے نہیں اور وہ ہمارے اختیار سے ہوگی۔ نیز اس وقت کی حکومت غیر اسلامیہ اپنی رعایا کے مذہب کو قصداً ضرر نہیں پہونچاتی۔ اور وہ حکومت جو برائے نام مشترکہ اور درحقیقت غیر اسلامیہ ہوگی قصداً مذہب اسلامی کو ضرر پہونچاویگی جسکے شواہد مشاہد ہیں جو کہ روزانہ اخبارات میں بھی شایع ہوتے رہتے ہیں۔

د۔ اگر کسی ایک عالم یا علماء کی کسی جماعت نے افعال مذکورہ میں شرکت یا موافقت کا فتویٰ دیدیا خواہ کسی غرض فاسد سے خواہ خلوص کیساتھ اجتہادی غلطی حقیقت ناشناسی سے۔ یا فتوی کو تو افعال مباحہ کے ساتھ مقید کیا مگر مسلمانوں میں نظام نہ ہونے کی وجہ سے اور علماء میں قوت نہ ہونے کی وجہ سے یقینی ہو کہ وہ ان قیود کے ہرگز مقید نہ ہوں گے اور ضرور افعال غیر مباحہ کے مرتکب ہونگے۔ بہرحال کسی صورت سے ایسا فتوی کسی نے دیدیا مگر اسی کے ساتھ بہت سے علما اس فتوی میں متفق بھی نہ ہوں تو کیا سب مسلمانوں پر اس فتوی پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے یا جس سے جس کو اعتقاد ہو اسکے فتوی پر عمل کر سکتا ہے اور کیا چند علماء کا خواہ وہ کثیر یا اکثر ہی ہوں (گو یہاں ایسا نہیں ہے) اتفاق

پہونچانا کہ یہ بھی ظلم ہے پانچویں اگر اسکو واجب شرعی تبلایا جاوے تو شریعت کی تغیر و تحریف ہونا جسکا مذموم ہونا نمبر ۲ میں گذر چکا ہے۔

(نمبر ۴) اس میں بھی وہی خرابیاں ہیں جو نمبر ۳ میں مذکور ہوئیں اور اگر ان احتجاجات مذکورہ میں شرکت نہ کرنے پر ایذا جسمانی کی بھی نوبت آجاوے تو یہ گناہ ہونے میں اضرار مالی سے بھی اشد اور منافی اقتضائے اسلام کے ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمؤمن من امنہ الناس علی دمائھم واموالھم (جمع الفتاوی للترمذی و النسائی ولہ وللبخاری وابی داؤد بدل والمؤمن الی اخرہ والمھاجر الخ) پھر ان مقاطعات پر مجبور کرنے میں یہ جابرین خود اپنے تسلیم کردہ قانون حریت کے بھی خلاف کر رہے ہیں ورنہ کیا وجہ کہ اپنی آزادی کی تو کوشش کریں اور دوسروں کی آزادی کو سلب کریں۔

(نمبر ۵) اس واقعہ کا بالخصوص حرمت زنا و مقدمات زنا کے منافی ہونا ظاہر ہے خصوص اس اعلان کے ساتھ جو اس آیت کے عموم میں داخل ہو ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ الاٰیۃ

(نمبر ۶) اس کا خودکشی اور حرام ہونا ظاہر ہے۔ قال اللہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم وفی الھدایۃ کتاب الاکراہ فیاثم کما فی حالۃ المخمصۃ الی قولہ فکان اباحۃ لا رخصۃ الخ وفی العنایۃ فامتناعہ عن التناول کامتناعہ من تناول الطعام الحلال حتی تلفت نفسہ او عضوہ فکان اثما الخ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جان بچانا اس درجہ فرض ہے کہ اگر حالت اضطرار

Acc. No. 36858
Date 2.6.71

مگر حکومت سے عداوت لازم آتی ہو اور بلا ضرورت شرعیہ ضعیف کیلئے جائز نہیں کہ قوی کو اپنا دشمن بنالے کہ اس میں بھی اپنے کو مصیبت میں ڈالنا ہی جس کی ممانعت آیت مرقومہ نمبر ۱ میں گذری ہے اور یہ جب ہے کہ اس مقاطعہ کو واجب شرعی نہ سمجھا جاوے اور اس پر دوسرے کو مجبور نہ کیا جاوے۔ ورنہ واجب شرعی سمجھنا مصداق ہی یحرفون الکلم عن مواضعہ کا اور مجبور کرنا ظلم و اکراہ ہے جس کی حرمت ظاہر ہے۔

(نمبر ۳) یہ واقعہ بھی متعدد گناہوں پر مشتمل ہو ایک مباح فعل کے ترک پر مجبور کرنا کیونکہ بجز بعض خاص تجارتوں کے سب اشیاء کی خرید و فروخت کا معاملہ اہل حرب تک کے ساتھ بھی جائز ہے چہ جائیکہ معاہدین کے ساتھ فی شرح السیر الکبیر ج ۳ باب مایکرہ ادخاله دار الحرب الا انه لاباس بذلك فی الطعام والثیاب ونحو ذلك لما روی ان ثمامة بن اثال الحنفی اسلم فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم فقطع المیرة عن اهل مکة وکانوا یمتارون منها فکتبوا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم یسألونه ان یأذن له فی حمل الطعام الیهم فاذن له فی ذلك واهل مکة یومئذ کانوا حربا لرسول الله صلی الله علیه وسلم فعرفنا انه لاباس بذلك الی قوله الا الکراع والسبی والسلاح۔ دوسرے بعد اتمام بیع کے واپسی پر مجبور کرنا اور زیادہ گناہ ہے کیونکہ بدون قانون خیار کے یہ واپسی بھی شرعاً مثل بیع کے ہے جس میں تراضی متعاقدین شرط ہے قال الله تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم۔ تیسرے نہ ماننے والوں کو ایذا دینا جو کہ ظلم محض ہو چوتھے اہل و عیال کو تکلیف

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد وابوداؤد (مشکوٰۃ)

ان آیات واحادیث سے اس واقعہ کے اجزاء کا قبیح ومعصیت ہونا ظاہر ہے

(نمبر ۱۰) فی شرح السیر الکبیر باب الاستعانۃ باھل الشرک واستعانۃ المشرکین بالمسلمین ج ۳ ما نصہ ولا باس بان یستعین المسلمون باھل الشرک علی اھل الشرک اذا کان حکم الاسلام ھو الظاھر الی ان قال والذی روی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم رأی کتیبۃ حسناء قال من ھؤلاء فقیل یھود بنی فلان حلفاء ابن ابی فقال انا لا نستعین بمن لیس علی دیننا تاویلہ انھم کانوا اھل منعۃ وکانوا لا یقاتلون تحت رایۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعندنا اذا کانوا بھذہ الصفۃ فانہ یکرہ الاستعانۃ بھم الی قولہ وانما کرہ ذلک لانہ کان معہ سبعمائۃ من یھود بنی قینقاع من حلفائہ فخشی ان یکونوا علی المسلمین ان حسوا بھم زلۃ قدم فلھذا ردھم وفیہ بعد ذلک حدیث الزبیر حین کان عند النجاشی فنزل بہ عدوہ فابلی یومئذ مع النجاشی بلاء حسنا الی قولہ ان النجاشی کان مسلما وبعد اسطر قلنا ان ظھر النجاشی لم یعرف من حقنا ما کان النجاشی یعرف فاخلصنا الدعاء الی ان مکن اللہ النجاشی اھ ملخصاً۔ . . . .

. . . . اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ کفار کے ساتھ ایسے معاملات میں شرکت کی اجیکہ اور کوئی امر شرعی مانع نہ ہو اشرطیہ ہے

میں اندیشہ مرجانے کا ہو اور مردار کھانے سے جان بچ سکتی ہو اس کا نہ کھانا اور جان دیدینا معصیت ہے چہ جائیکہ طعام حلال کا ترک اور اس فعل کی مدارح کرنے میں تو اندیشہ کفر ہے کہ صریح تکذیب ہے شریعت کی کہ شریعت جس فعل کو مذموم کہتی ہو یہ اسکو محمود کہتا ہے۔

(نمبر ۷) قال اللہ تعالی وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بھا و یستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ ایسے جلسوں اور جلوسوں کی شرکت جس میں خلاف شریعت تقریریں ہوتی ہوں اور علی الاعلان احکام شرعیہ کی مخالفت کی جاتی ہو صریح گناہ ہو بالخصوص جب کہ ان کو مستحسن بھی سمجھا جاوے اور دوسروں کو بھی ترغیب دی جاوے۔

(نمبر ۸) اس غرض کا مذموم ہونا ظاہر ہے اور ایسی غرض کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنا صریح اعانت ہو معصیت کی یا کفر کی جس کی حرمت منصوص ہے قال اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الایۃ

(نمبر ۹) قال اللہ تعالی ولا تطع منھم اثما او کفورا وقال تعالی یا یھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم الایات وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب تعالی واھتزلہ العرش رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوۃ) وقال تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار الایۃ وقال رسول

الا وقد غلب الحرام یعنی مجموعہ حلال وحرام کا حرام ہی ہوتا ہے اور یہی مسئلہ عقلی بھی ہے بلکہ اگر صرف جزو مباح ہی پر نظر کی جاوے مگر وہ ذریعہ ہو جاوے کسی مقصود غیر مباح کا سو بقاعدہ شرعیہ مقدمۃ الحرام حرام خود وہ جزو مباح بھی غیر مباح ہو جاتا ہے اس سے اس سوال کا جواب معلوم ہو گیا کہ مباح کے انضمام سے مجموعہ مباح نہ ہوگا اور بعض صورتوں میں خود وہ مباح بھی مباح نہ رہیگا۔

ج - اسی اصل مذکور حرف ب کے مقتضا سے ایسی حکومت بھی غیر اسلامیہ ہوگی خصوص جب کہ اس میں وہ خطرات بھی ہوں جو اس سوال میں لکھے گئے ہیں پھر اسکے لئے کوشش کرنا جہاد کیونکر ہو سکتا ہے اسکو اعلاء کلمۃ اللہ وتقویت دین کون کہہ سکتا ہے۔ فی جمع الفوائد سئل النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ (للقوم او الوطن مثلا) ویقاتل ریاء ای ذلک فی سبیل اللہ فقال من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ للستۃ الا مالکا۔ اور جن دونوں قسم کی حکومتوں میں سوال میں نہایت وضوح وتفصیل سے دو فرق دکھلا کر حکم کا فرق پوچھا گیا ہے فرق ظاہر ہے اور نمبر ۱ کے جواب میں روایت سے جو قصہ نجاشی کا لکھا گیا ہے وہ ایسے ہی فرق پر مبنی ہے اور ایسے ہی وصف فارق پر حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ نے اپنے ایک فتویٰ کو مبنی فرمایا ہے جو ذیل میں منقول ہے

چونکہ قدیم سے مذہب اور قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی کی ملت اور مذہب پر خاش اور مخالفت نہیں کرتے اور نہ کسی مذہبی آزادی میں دست اندازی

کہ وہ ہمارے تابع ہوں اور اگر وہ ہمارے تابع نہ ہوں خواہ متبوع ہوں یا دونوں قوت وعمل میں برابر ہوں تو اُن کی ساتھ شرکت جائز نہیں جس کی وجہ بھی اسی روایت میں مذکور ہے کہ جب انہیں بھی قوت مستقلہ ہو تو شرکت میں اندیشہ ہے کہ جب مجموعی قوت سے ان کا مقابل مغلوب ہو جاوے پھر وہ اپنی قوت سے مسلمانوں کو مغلوب کر سکتے ہیں اور اگر کہیں اس شرط کے خلاف ہوا ہے جیسے ایک غنیم کے مقابلہ میں نجاشی کی مدد حضرات صحابہ نے کی تو اسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ نجاشی اس وقت مسلمان ہو گئے تھے یا یہ وجہ ہے کہ مسلمانونکو حالت موجودہ میں کسی پناہ کی حاجت تھی اور نجاشی بہ نسبت اس غنیم کے مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید تھے اسلئے اس موقعہ پر وہ شرط نہیں رہی یہ حاصل ہے روایت کا اب اس واقعہ کی حقیقت میں غور کرنے سے اس کا حکم اس روایت سے صاف ظاہر ہے وہ یہ کہ اگر مسلمان اس غیر مسلم طالب آزادی جماعت کے ساتھ شریک ہو جائیں تو یقیناً وہ مسلمانوں کے تابع نہیں ہیں بلکہ یا تو متبوع ہونگے اور مسلمان ان کے تابع اور غالب یہی ہے اور یا دونوں برابر ہو سکتے تو گو یہ احتمال بہت ضعیف ہے لیکن اگر ایسا بھی ہو تب بھی جواز شرکت کی جو شرط تھی کہ مسلمان متبوع ہوں وہ مفقود ہے اسلئے جواز بھی مفقود ہے اور جو وجہ عدم جواز شرکت کی روایت مذکورہ میں بیان کیگئی ہے کہ مسلمانوں سے کام نکالکر پھر خود مسلمانوں پر غالب آنیکی کوشش کریں یہاں اس کا خطرہ یقینی ہے یہ تفصیل تھی حرف الف کے جواب کی اب بقیہ جوابات عرض کرتا ہوں۔

ب۔ اصولیین وفقہاء کا مسئلہ مسلمہ ہے ما اجتمع الحلال والحرام

سکتے ہی نہیں سکتے۔ فی نور الانوار واھل الاجماع من کان مجتہدا صالحا الخ والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر اھ وانظر الی بعض اقوال المجتہدین خالفوا فیہا الجم الغفیر من العلماء ولم یطعن فیہم بمخالفۃ الاجماع ومبناہ ما نعیۃ خلاف الواحد۔

۵۔ اول تو اگر جانبین میں صواب وخطا کا برابر ہی احتمال ہوتا تب بھی مسائل اجتہادیہ میں کسی ایک شق کو صواب سمجھنا اور دوسری شق کے اختیار کرنے پر ملامت کرنا مصداق ہے ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ ... کا اور یہاں تو اوجوبہ مذکورہ پر نظر کرکے جانب منع راجح ہے پھر شریک نہ ہونے والے پر کسی قسم کی بدگمانی یا بدزبانی کرنے کا بدرجہ اولیٰ کسی کو حق نہیں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ

اشرف علی

عاشر صفر ۱۳۴۹ ہجری

کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہر طرح سے امن و حفاظت میں رکھتے ہیں لہذا
مسلمانوں کو یہاں ہندوستان میں جو کہ مملوکہ و مقبوضہ اہل مسیح ہی رہنا اور
انکا رعیت بننا درست ہی چنانچہ جب مشرکین مکہ معظمہ نے مسلمانوں کو تکلیفیں
اور اذیتیں پہونچائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک حبشہ میں جو مقبوضہ
نصاری تھا بھیج دیا اور یہ صرف اسوجہ سے ہوا کہ وہ کسی کے مذہب میں دست اندازی
نکرتے تھے (ازحصہ رونداد جلسہ ۵۲ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور منعقدہ
۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء) وتقييد الفتوى بالمذهب في الرعية اخرج اضرار بعضهم
من ليس على ملتهم في البلاد الشاسعة مما هو من اهل الحكومة ليس في
الملة وما هو في الملة ليس من اهل الحكومة اور اسی فرق کی تائید ایک
دوسرے مسئلہ سے بھی ہوتی ہے جو کہ عقلی بھی ہے اور شرعی بھی وہ یہ کہ جہاں دونوں
شقوں میں مفسدہ ہو مگر ایک میں اشد ایک میں اخف۔ اشد سے بچنے کے لئے
یا اسکو دفع کرنے کیلئے اخف گوارا کر لیا جاتا ہے کما قالوا من ابتلى ببليتين فليختر اهونهما
وقال النووي في شرح مسلم في حديث بريرة ما نصه الثانية والعشرون احتمال
اخف المفسدتين لدفع اعظمهما واحتمال مفسدة يسيرة لتحصيل مصلحة عظيمة
على ما بيناه في تاويل شرط الولاء لهم اھ۔

د۔ ایسا فتویٰ سب پر حجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ جب عالم سے عقیدت
ہو اسکے فتوے پر عمل کرے بلکہ حالات مذکورہ سوالات پر نظر کرکے تو جواز شرکت
کا فتویٰ دینے والوں کے قول میں اگر تاویل ہی کر دی جاوے غنیمت ہے مثلاً یہ کہ
ان کی نیت نیک ہوگی اور ان مفاسد پر نظر نہ ہوگی اور اسکو اجماع تو کسی طرح

الجواب

(۱) مسلمانوں کا آزاد ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ احکام کفر یک قلم نابود ہو جاویں اور اہل اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے جو مطلوب شارع ہے۔ اور ہندوؤں کی آزادی یہ ہے کہ مسلمانوں کو نیست کر دیں اور کسی مسلم کو یہ قوت نہ رہے کہ وہ شرک اور کفر کی برائی بھی کر سکے اس سے ظاہر ہے کہ دونوں آزادیوں میں تضاد ہے ایک ملک میں دونوں آزادیوں کا اجتماع محالات عقلیہ سے ہے۔

پس صورت مذکورہ میں اگر آزادی ہو سکتی ہے تو ان دونوں قوموں میں سے صرف ایک قوم آزاد ہو سکتی ہے۔ اور ایسی صورت میں غیر آزاد قوم یقیناً آزاد قوم سے مغلوب رہے گی۔ اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہنود مسلمانوں کی آزادی چاہتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اخبار بیں حضرات پر اچھی طرح روشن ہے کہ ہنود کا اصلی منشا اپنی بھی کامل آزادی نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کے سایہ میں ہم کو وہ قوت میسر آجائے۔ جس سے مسلمانوں کی مالی قوت تو برباد کر ہی چکے ہیں دینی قوت بھی مٹا ڈالیں کہ آج اسکی کوشش کی جاتی ہے تو گورنمنٹ آڑے آتی ہے۔ جب ہم خود مختار ہو جاویں گے تو اپنے تینتیس ممبروں میں مسلمانوں کے دس ممبروں کو جذب کر لینا کونسی بڑی بات ہوگا۔ کہ اوّل تو وہ ممبر خود بھی ایسے ہونگے جو ہماری آواز پر لبیک کہنے والے ہونگے اور اگر کبھی انہوں نے کسمسانا چاہا بھی تو پھر کثرت رائے کے بھاری پہاڑ سے بچ کر انکے لئے بھاگنے کی راہ بھی کہاں ہوگی۔ غرض پھر جس طرح نچائیں گے ان کو ناچنا پڑیگا کیا سارد ایکٹ کے مسئلہ سے تجربہ نہ ہو چکا کہ جس ہندو مسلم ممبروں کی کمیٹی نے پاس کر دیا وہ آج اٹل ہے۔ اس کے منسوخ کرانے میں کیا کوئی وقیقہ اٹھا رکھا گیا لیکن با ایں ہمہ آج تک اس کو جنبش نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے یہ جواب دیدیا جاتا ہے کہ ہم کیا کریں یہ سب تمہارے ہی نمایندوں کی روشنی دماغ کا نتیجہ

استفتاء دوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان امور میں کہ جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے بینوا بالدلائل

(اوّل) آجکل قوم ہنود آزادی حاصل کرنے میں بڑی سرگرم نظر آتی ہے اور اُس نے فیصلہ کرلیا ہے کہ حکومت کی قانون شکنی کرکے اس کو مجبور کیا جائے تاکہ وہ ہم کو آزاد تسلیم کرلے اگر اس مقابلہ میں حکومت کی جانب سے نقصان برداشت کرنے پڑیں تو اُن کو بھی بلا مدافعت برداشت کیا جائے یہاں تک کہ ان کی گولیاں اپنے سینہ پر لیجائیں لیکن قدم پیچھے نہ ہٹے پس اس صورت میں ہنود کے ساتھ مسلمانوں کی شرکت جائز ہے یا نہیں اور اس امر میں جمعیتہ العلمار کا یہ فیصلہ کہ مسلمانوں کو شریک ہونا چاہیئے حق بجانب ہے یا اُس سے غلطی ہوئی۔

(۲) اگر اس مقابلہ میں کوئی مسلمان گولی لگنے کی وجہ سے مرجائے تو وہ شہید ہوگا یا نہیں

(۳) محض اسلئے کھدر پہننا کہ ہنود اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں اور مشرک کا بول بالا رہے اور اس کو اپنے لئے بمنزلہ فرض کے سمجھنا اور جو لوگ کھدر نہ پہنتے ہوں ان کو بنظر حقارت دیکھنا یہانتک کہ انکی وجہ سے انکی نمازوں میں قصور بتلانا یہ سب امور جائز ہیں یا نہیں

(۴) مشرک قانون نمک کے توڑنے کا حکم دیتا ہے اسپر کسی مسلمان کا یہ کہنا کہ چونکہ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی ہے لہذا اُس کے حکم کی تعمیل فرض ہے پس یہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) بعض مسلمانوں کو جو بات ہنود کی ہمراہی پر ابھار رہی ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ ان کے ذہن نشین ہوچکا ہے کہ جس روش پر اس قوم کی اس وقت جدوجہد ہے اگر کچھہ زمانہ یونہی رہی تو یہ ضرور بازی لے جائیگی۔ پھر ہمیں سوائے افسوس کے اور کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا۔ اور جب اونہوں نے حقوق حاصل کرلئے تو یہ گورنمنٹ اور نیز دوسری سلطنتوں کی نگاہ میں معزز ہو جاویں گے۔ اور ہم ذلت کی نگاہوں سے دیکھے جائیں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو بقول مجاریں جن حقوق کا مطالبہ ہے وہ خالص ہنود کے حقوق نہیں ہے بلکہ مشترکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے ہیں۔ تو اگر حاصل ہو بھی گئے تو مسلمان بھی محروم نہ رہیں گے۔ پھر خواہ مخواہ ان کا اس بری صورت کے ساتھہ دخل انداز ہونا کیا معنے خصوصاً جبکہ ہنود یہ بھی کہتے ہوں کہ ہمیں مسلمانوں کی شرکت کی حاجت نہیں۔ اور اگر کہیے کہ ہمارے حقوق تو برائے نام ہیں۔ اصل میں وہ حقوق زیادہ تر انہیں کے حق میں مفید ہونگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر انکے حاصل کرنے کے لئے آپ کیوں کوشاں ہیں آپ کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کی خدمت میں ایسے حقوق پیش کریں جو آپ کے لئے مفید ہوں۔ مگر قانونی حدود میں رہتے ہوئے اور تہذیب کے ساتھہ تاکہ بلا کسی نقصان کے آپ کو حقیقی کامیابی میسر آجائے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ درخواست کنندگان میں سے گورنمنٹ ایسے اشخاص کو محروم رکھے جو اس کے قواعد کے ساتھہ درخواست کرتے ہیں اور ان کو کامیاب بنادے جو اسکے ساتھہ برسرپیکار ہیں۔ رہا عزت کا سوال تو اسکا مدار تو ان حقوق کے حاصل کرنے یا مشرکین سے مشارکت پر نہیں ہے بلکہ محض اس خیال سے تو ان کے ساتھہ شرکت ممنوع ہے لقولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنی کیا تم انکی شرکت میں عزت ڈھونڈ رہے ہو۔ عزت تو تمام کی تمام محض اللہ ہی کے لئے ہے پس عزت اگر ہے تو صرف اسمیں کہ حاکم حقیقی کے حکم کے آگے کسی کے حکم کی پرواہ نہ کیجائے۔

ہے پھر ہم نے تو احتیاطاً تمہارے بعض معتمد علماء سے بھی دریافت کر لیا تھا۔ لیکن جب ہم کو ان سے بھی اجازت مل جائے تو پھر ہمارا کیا قصور دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جب کسی ملک میں مختلف مذاہب موجود ہوں۔ اور کوئی اصلاحی سکیم جاری کی جاوے۔ تو اس وقت اصلاح معاشرت عام ہوتی ہے کسی خاص قوم کا اس میں استثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی قسم کے اور بھی جواب دیئے جاتے ہیں۔ جنکا صاف مطلب یہ ہے کہ اب چیختے چلاتے رہو جو ہونا تھا ہو چکا۔ غرض یہی قصہ لئے دن اُس وقت ہو گا جب یہ دنیا کے دلدادہ منصب حکومت پر فائز ہوں گے اور زہر کفر علی اسلام کی معجون تیار کر کے اس کے ساتھ قوم کا علاج شروع کرینگے مسلمانوں۔ ہوش میں آؤ اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد نہ کرو۔ اس مسئلہ میں جمعیۃ علماء ہو یا کوئی دوسری جماعت جو بھی تم کو شرکت مشرکین کی رائے دے وہ سخت غلطی میں ہے۔ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں آیات میں اس کی حرمت ظاہر و باہر ہے تبرکاً صرف دو آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں ارشاد ہوتا ہے کہ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ الایۃ یعنے مسلمانوں۔ غیروں کو اپنا بھیدی نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے۔ وہ نہیں تمہارا تکلیف میں پڑنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہو رہی ہے اور جو امور ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اگر تم کو عقل ہے۔ تو ہم نے کھلی کھلی نشانیاں بیان کر دیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے یایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا الایۃ یعنے مسلمانوں۔ اگر تم نے کافروں کا کہا مان لیا تو یاد رکھنا وہ تم کو اولٹا پھیر دیں گے۔ (اور تمہاری پہلی پستی کا نظارہ پھر تم کو دکھلا دینگے) پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔ (یہ تمہاری کیا مدد کریں گے تم اپنے پاؤں پر کھڑے تو ہو) اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اس کی مدد سب سے بہتر ہے ہم عنقریب تمہارا رعب کافروں کے دلوں میں ڈالے دیتے ہیں۔ انتہی ترجمۃ

(۴) بعض مسلمانوں کو جو بات ہنود کی ہمراہی پر ابھار رہی ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ ان کے ذہن نشین ہوچکا ہے کہ جس روش پر اس قوم کی اس وقت جد وجہد ہے اگر کچھ زمانہ یونہی رہی تو یہ ضرور بازی لے جائینگی۔ پھر ہمیں سوائے افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اور جب اونہوں نے حقوق حاصل کر لئے تو یہ گورنمنٹ اور نیز دوسری سلطنتوں کی نگاہ میں معزز ہو جاویں گے۔ اور ہم ذلت کی نگاہوں سے دیکھے جائیں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو بقول مجاریں جن حقوق کا مطالبہ ہے وہ خالص ہنود کے حقوق نہیں ہے بلکہ مشترکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے ہیں۔ تو اگر حاصل ہو بھی گئے تو مسلمان بھی محروم نہ رہیں گے۔ پھر خواہ مخواہ ان کا اس بری صورت کے ساتھ دخل انداز ہونا کیا معنے خصوصاً جبکہ ہنود یہ بھی کہتے ہوں کہ ہمیں مسلمانوں کی شرکت کی حاجت نہیں۔ اور اگر کہیے کہ ہمارے حقوق تو برائے نام ہیں۔ اصل میں وہ حقوق زیادہ تر انہیں کے حق میں مفید ہونگے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر انکے حاصل کرنے کے لئے آپ کیوں کوشاں ہیں آپ کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کی خدمت میں ایسے حقوق پیش کریں جو آپ کے لئے مفید ہوں۔ مگر قانونی حدود میں رہتے ہوئے اور تہذیب کے ساتھ تاکہ بلا کسی نقصان کے آپ کو حقیقی کامیابی میسر آجائے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ درخواست کنندگان میں سے گورنمنٹ ایسے اشخاص کو محروم رکھے جو اس کے قواعد کے ساتھ درخواست کرتے ہیں اور ان کو کامیاب بنا دے جو اسکے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ رہا عزت کا سوال تو اسکا مدار تو ان حقوق کے حاصل کرنے یا مشرکین سے مشارکت پر نہیں ہے بلکہ محض اس خیال سے تو ان کے ساتھ شرکت ممنوع ہے لقولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للّٰہ جمیعا یعنی کیا تم انکی شرکت میں عزت ڈھونڈ رہے ہو۔ عزت تو تمام کی تمام محض اللہ ہی کے لئے ہے پس عزت اگر ہے تو صرف اسمیں کہ حاکم حقیقی کے حکم کے آگے کسی کے حکم کی پرواہ نہ کیجائے

ہے پھر ہم نے تو احتیاطاً تمہارے بعض معتمد علما سے بھی دریافت کر لیا تھا۔ لیکن جب ہم کو ان سے بھی اجازت ملجائے تو پھر ہمارا کیا قصور دوسرا جواب یہ دیا جاتا کہ جب کسی ملک میں مختلف مذاہب موجود ہوں۔ اور کوئی اصلاحی سکیم جاری کی جاوے۔ تو اس وقت اصلاح معاشرت عام ہوتی ہی کسی خاص قوم کا اس میں استثنا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی قسم کے اور بھی جواب دیئے جاتے ہیں۔ جنکا صاف مطلب یہ ہے کہ اب تم چیختے چلاتے رہو جو ہونا تھا ہو چکا۔ غرض یہی قصہ ائے دن اُس وقت ہوگا جب یہ دنیا کے دلدادہ منصب حکومت پر فائز ہوں گے اور زہر کفر عسل اسلام کی معجون تیار کر کے اس کے ساتھ قوم کا علاج شروع کرینگے مسلمانوں۔ ہوش میں آؤ اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد نہ کرو۔ اس مسئلہ میں جمعیۃ علما رہو یا کوئی دوسری جماعت جو بھی تم کو شرکت مشرکین کی رائے دے وہ سخت غلطی میں ہی۔ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں آیات میں اس کی حرمت ظاہر و باہر ہے تبرکاً صرف دو آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں ارشاد ہوتا ہے کہ یایھا الذین امنو لا تتخذوا بطانۃ الایۃ یعنے مسلمانوں۔ غیروں کو اپنا بھیدی نہ بناو۔ وہ تمہاری خرابی میں کمی نہ کریں گے۔ اونہیں تمہارا تکلیف میں پڑنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہو رہی ہے اور جو امور ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اگر تم کو عقل ہے۔ تو ہم نے کھلی کھلی نشانیاں بیان کر دیں۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے یایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا الایۃ یعنے مسلمانوں۔ اگر تم نے کافروں کا کہا مان لیا تو یاد رکھنا وہ تم کو اولٹا پھیر دیں گے۔ (اور تمہاری پہلی پستی کا نظارہ پھر تم کو دکھلا دینگے) پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔ (یہ تمہاری کیا مدد کریں گے تم اپنے پاؤں پر کھڑے تو ہو) اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور اس کی مدد سب سے بہتر ہے ہم عنقریب تمہارا رعب کافروں کے دلوں میں ڈالے دیتے ہیں۔ انتہی ترجمہ

بلند آواز سے کہدے کہ ہم اس شرکت سے ہرگز راضی نہیں اس میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہ ڈرے ورنہ یاد رکھے کہ قیامت میں اس سے سخت باز پرس ہوگی۔

بعض لوگ شرکت مشرکین پر یہ بیان کر کے اُبھار رہے ہیں کہ غیر مسلم قوم جب مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے ملک کو اُس سے آزاد کرائیں۔ سو یاد رہے کہ مسئلہ تو یونہی ہے مگر اول تو یہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے بلکہ اُن مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو آزاد کرانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ ہندوستان کے مسلمان اسیر ہرگز قدرت نہیں رکھتے۔ دوسرے جو آزادی شارع کو مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ خالص مسلمانوں کی قوت و شوکت کے حصول کی امید ہو اور یہاں ایسی آزادی کی ہرگز امید نہیں بلکہ اور نقصان کا اندیشہ ہے عالمگیری میں دشمن کے مقابلہ کی اباحت کے شرائط کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا والثانی ان یرجوا الشوکۃ والقوۃ لاھل الاسلام باجتھادہ او باجتھاد من یعتقد فی اجتھادہ ورایہ وان کان لا یرجو القوۃ والشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التھلکۃ دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہم اس حکومت کی وجہ سے طرح طرح کے نقصانات کے شکار ہو رہے ہیں سو اس کو بھی حضور نے صاف فرما دیا کہ اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ما حملوا وعلیکم ما حملتم تم تو سُنے جاؤ اور اطاعت کرتے رہو کہ جو حقوق حکام پر ڈالے گئے ہیں وہ اُن پر لازم ہیں اور جو تم پر ڈالے گئے ہیں وہ تم پر لازم ہیں۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا نفس شرکت کے متعلق تھا کہ اس وقت کی شرکت کا کیا

اور تمام مسلمان اتفاق کے ساتھ اور مضبوطی کیساتھ عامل ہو جاویں پھر ہو نہیں سکتا کہ کامیابی ہمارے قدم نہ چوم لے اور اگر یہی تفریق اور بد دینی رہی تو پھر ذلت کی شکایت بیجا ہے۔ کہ اُنکا ارشاد ہو چکا۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم یعنے اللہ اور اُسکے رسول کے حکم کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں نزاع نہ ڈالو ورنہ تم کم ہمت اور سست پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ سچ فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے آخر نہ دیکھا۔ کہ آج سے دس سال پہلے اگرچہ حالت بہت تباہ ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی کیسی ہوا بندھی ہوئی تھی لیکن جب تم نے اُسکے حکم کی مخالفت کی اور ہنود سے دوستی گانٹھی اور جو کچھ اسلام کے خلاف نہ کرنا تھا وہ کیا جس کے بیان کے لئے دفاتر بھی گنجایش نہیں رکھتے۔ یہانتک کہ مخالفین کو سارے گھر کے بھید دیدئے اور انکی دلی مراد پوری کردی کہ آپس میں اچھی طرح سے مخالفت پیدا کر لی اور آج وہ حالت ہوگئی کہ وہ تمکو کسی شمار ہی میں نہیں لاتے۔ لیکن تمہاری شراب محبت کا خمار اب بھی نہیں اترا اوسی کوشش میں لگے رہے ہو کہ کسی طرح رہی سہی یہ اسلامی شان بھی ہندوستان سے مٹجاوے ہنود کے روز مرہ کے سلوک دیکھ رہے ہو۔ لیکن آنکھیں ایسی بند ہوگئی ہیں کہ کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ مسلمانوں۔ خدارا خواب غفلت سے بیدار ہو اور بہت جلد اُن وسائل سے کام لو جن سے آپس کا اتفاق نصیب ہو۔ تاکہ اجتماعی قوت سے آنیوالی مشکلات کی مدافعت کرسکو کہ آج ایک قوت کے کرشمونکا رونا رو رہے ہو کل دوسری قوت کے مظالم کا سامنا پڑنا ہے۔ لیکن تمہاری ہر کوشش اور ہر نقل و حرکت محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اور پابندی دین کے ساتھ ہو۔ ورنہ کامیابی کی امید نہ رکھنا اس مسئلہ میں نصوص صریحہ قطعیہ کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جس جلسہ میں اس کے سامنے اس نام نہاد جنگ آزادی میں شرکت کا مسئلہ پیش ہو۔ وہ صاف

اذا اخذ رجلاً وقال لاقتلنك اولتشربن هذا الخمر كان فی سعۃ من تناولہ بل یفترض علیہ التناول اذا کان فی غالب رأیہ انہ لو لم یتناول یقتل فان لم یتناول حتی قتل کان اثما فی ظاہر الروایۃ عن اصحابہ وذکر شیخ الاسلام انہ انما یکون ماخوذا بہ الا ان یکون جاہلا بالاباحۃ حالۃ الضرورۃ فلم یتناول حتی یرجی ان یکون فی سعۃ من ذلک فاما اذا کان عالما بالاباحۃ کان ماخوذا کذا قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

(۳) کھدر کا استعمال فی نفسہ مباح ہے لیکن اُس نیت سے پہننا جو سوال میں مذکور ہے ممنوع ہے کہ مباح اشیاء کا استعمال اچھی نیت سے مستحسن ہے اور بُری نیت سے مکروہ۔

(۴) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی نیت سے نہ قانون نمک کے توڑنے کا حکم دیا گیا نہ یہ ارشاد مبارک کا مقصود ہے کہ اگر کوئی حکومت نمک پر محصول لے تو اُس کی مخالفت کر کے ایسے قانون کو توڑ دیا جاوے غرض بہرحال قول مذکور محض کذب ہے فقط

محمد مظہر اللہ غفرلہ
امام مسجد فتحپوری دہلی

(مفتی دہلی)

الجواب حق

نور الحسن عفی عنہ
مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

رجب علی بقلم خود
بخاری

الجواب حق عبد العزیز بخاری

الجواب حق عبد اللطیف صدر مدرس مدرسہ ... بخاریہ

علم ہے لیکن اس کے علاوہ اس راہ میں دوسرے اور بھی صدہا منہیات کا ارتکاب کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے یہ شرکت اشد حرام کا حکم پیدا کر لیتی ہے چونکہ ان تمام کا ذکر موجب طوالت تھا دوسرے ان کے متعلق سوال میں استفسار بھی نہیں تھا اس لئے ان کو ترک کیا گیا۔

۴: اس مقابلہ میں اگر قوم کی جانب سے ایسا تشدد وقوع میں نہ آئے جس میں پولیس یا فوج کے افراد میں سے بعض کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اور ایسی صورت میں حکومت کی جانب سے گولی چلادی جاوے اور کوئی مسلمان گولی کے صدمہ سے مر جاوے تو شہید کہلائے گا کہ اُس کے تلف ہونے کا سبب ایسے وقت ظلم ٹھیرے گا اور ظلمًا مارا جانا شہادت ہے لیکن ایسے وقت میں بھی اگر کسی مسلمان کا اس پر گمان غالب ہو جاوے کہ اگرچہ میرا کوئی ایسا سنگین گناہ نہیں ہے لیکن حکومت اس پر بھی گولی چلادے گی تو ایسی صورت میں اس پر فرض ہوگا کہ وہ اُس مقام سے ہٹ جائے اگر نہ ہٹے گا اور مارا جائیگا تو شہید نہ کہلائے گا۔ اور اگر قوم کی جانب سے ہی ایسے تشدد کی ابتدا کی گئی جس میں گورنمنٹی ملازمین سے بعض افراد مارے گئے یا اُن کے مارے جانیکا قوی اندیشہ تھا کہ وہ آلات جارحہ کے استعمال کا ارتکاب کر رہے تھے اور ایسی صورت میں مجمع کے منتشر کرنے کے لئے گولی چلائی گئی اور اس میں کوئی مسلمان بھی مارا گیا تو اس کو بھی شہید نہ کہا جائے گا کہ اس موقع پر وہ یقینًا جانتا ہے کہ گولی چلنا لابدی ہے پس ایسے وقت اُس کا ٹھیر جانا اپنے اوپر موت کا پیش کرنا ہے جو حرام ہے۔ پھر جن صورتوں میں شہادت کا حکم نہیں کیا گیا اگر وہ جانتا تھا کہ شرعًا مجھے یہاں ٹھیرنا ممنوع ہے تب تو وہ خودکشی کا مرتکب ٹھیرے گا ورنہ اُمید ہے کہ ماخوذ نہ ہو۔ حکومت کے خلاف جن امور پر اصرار کیا جاتا ہے وہ تو مکروہات سی ہی نہیں علمانے حفاظت جان کیلئے بعض محرمات کے ارتکاب کو بھی فرض فرمایا ہے۔ عالمگیری مع السلطان

CMS

الجواب

(۱) میرے خیال میں پہلے سوال کے چند اجزاء ہیں (الف) اس تحریک کی
غرض و غایت جس کو مکمل آزادی کہیئے یا سوراج نام رکھیئے (ب) اس غرض کی تحصیل
کا طریق کہ اسکو بائیکاٹ فرمائیے یا سول نافرمانی کے نام سے تعبیر کیجیے (ج) مسئلہ
شرکت ہنود۔ آزادی کامل اور سوراج جس کی یہ حقیقت کہ موجودہ سلطنت کا دفاع اس
غرض کیلئے کہ ہندو مسلم ملکر حکومت کریں اور اس آزادی کو دین کی آزادی قرار دینا
اور اس دفاع اور اس کے اس ثمرہ کو جہاد اور ثمرہ جہاد قرار دیکر واجب التحصیل کہنا
پھر مستطیع و غیر مستطیع مشغول و فارغ کا مخصوص نہ ہونا۔ بلکہ بلا استثناء ہر ہر
فرد و بشر کے لئے ضروری ہونا اور ضرورت کا بھی اسقدر اہم ہونا کہ امور حقہ متفقہ
کے عامل پر بھی آوازیں کسنا مثلاً حجروں میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ بخاری
پڑھانیکا زمانہ نہیں وغیر ذلک من المطعون الشائع بعنوانات مختلفہ اور اس
غرض و نیز اس کے طریق تحصیل پر نصوص رغبت و بشارت جہاد تلاوت کرنا
یقیناً مثل ذیل کا مصداق ہے حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء۔
اس لئے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی شئے کا وجود یا حقیقت و ماہیت کی وجہ
سے ہو سکتا ہے۔ یا غایت و غرض کے باعث ہو سکتا ہے اور تحریکات
موجودہ کی حقیقت و غرض اور جہاد شرعی کی حقیقت و غرض میں زمین و
آسمان کا فرق ہے تفصیل یہ ہے کہ جہاد کی غرض صرف اخلاء الارض
عن الکفر یا بعنوان دیگر دیکون الدین کلہ للہ یا بلفظ دیگر حتے یقولوا لا الہ الا اللہ ہے
اور تحریکات حاضرہ کی غرض تمکن کفار آخر ہے۔ گو فی الجملہ تمکن مسلم بھی ہو لیکن یقیناً وہ
تسلط مرکب من المسلم والکافر ہوگا۔ اور یہ بھی اغلب ہے

الجواب صحیح

جوابات درست ہیں۔ کانگریسی مقصد یہ ہے کہ موجودہ حکومت متسلط ہنود کو ہٹا کر ہندو مسلم حکومت مشترکہ قائم کی جاوے اور اسکے علاوہ کوئی دوسری حکومت خواہ مسلم ہی ہو مقصد کانگریس میں مزاحم و مخل ہو تو اس کا مقاطعہ اس کا مقابلہ بھی کانگریسیوں کا اہم ترین فرض ہوگا خواہ وہ مسلمہ طاقت فی سبیل اللہ اس ہندوستان کو جو دارالاسلام والمسلمین ہے غیر مسلم طاقت کے تغلب سے آزاد کرنا ہی چاہے۔ اس کی شرکت تغلب غیری کو مستحکم کرنا ہے لہذا ناجائز ہے اور اسکی شرکت کے جملہ اسباب تمام موئدات بھی شرع شریف کے مخالف ہیں خواہ اہل غرض و اہل ہوئی مذہبی رنگ میں کتنا ہی رنگیں۔ فقط

ولایت احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تکونن ظہیراً للکافرین۔ ہرگز مت ہو مددگار کافروں کے فقط

الجواب صحیح محمد عبد الغفور عفی عنہ

الجواب صحیح۔ علامہ مجیب نے ہر شق پر کافی روشنی ڈالکر ثابت کر دیا ہے کہ تحریک حاضرہ میں ہنود کیساتھ شریک ہونا غیر مفید ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزا فقط

سید حفیظ الدین احمد کان اللہ لہ مفتی مدرسہ نعمانیہ دہلی

الجواب صحیح
شاہ محمد الطاف الرحمٰن فاروقی مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی

الجواب صحیح
محمد عالم مفتی سیالکوٹ

الجواب صحیح
اہل ہنود کی مدد کرنی جائز نہیں۔
محمد نسیم احمد عفا عنہ
امام مسجد سنہری دہلی

الجواب صحیح
مولانا الم عبد الرحمٰن باب الجہاد مکہ معظمہ

الجواب صحیح
محمد طاہر امام شاہی عیدگاہ دہلی

غایت نہ پائی جانے کی وجہ سے اور شرائط کے فقدان کے باعث موجودہ جدو جہد کو جہاد شرعی نہیں کہہ سکتے جو فرض عین اور کفایہ سے تعبیر کیا جا سکے اب صرف مدار اس پر ہوگا کہ غایت مزعومہ یعنی مکمل آزادی ان تدابیر سے حاصل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حصول کے بعد مسلمانوں کے لئے دینی لحاظ سے وہ مرکب تسلط نافع ہوگا یعنی تسلط ہنود نافع ہے یا تسلط نصاری۔ اس میں عقلاء علماء مختلف ہیں جو موجودہ تسلط کو مضر اور اس تسلط کو نافع خیال کرتے ہیں وہ اس کی تحصیل کو واجب لغیرہ کہتے ہیں انکو دلائل سے ثبوت ایجاب میں تامل ہو پھر شرکت عملی کے بدترین نتائج پر نظر رکھتے ہوئے اور مجموعہ کی حقیقت قادر القدرۃ الخیر کو دیکھتے ہوئے ثبوت جواز میں بھی شبہ ہوتا ہے) اور جو اس تسلط کو موجودہ تسلط سے مضر کہتے ہیں وہ منہی عنہ لغیرہ کہتے ہیں راقم الحروف بھی اپنے تجربات اور معلومات کے باعث دینی لحاظ سے نصاریٰ کے تسلط سے ہنود کے تسلط کو اضر سمجھتا ہے غدر کے وقت سے اس وقت تک کے واقعات آئے دن قربانی کے نزاعات مسجد کے سامنے باجہ بجانیکے جھگڑے قریب ہی اور عین اتحاد کی حالت میں شدہی کی تحریکات رنگیلا رسول وغیرہ کے واقعات نہرو رپورٹ کے حالات سود در سود سے کروڑوں مسلمانوں کا افلاس وغیرہ وغیرہ ان کی اضریت کے بین ثبوت اور واضح ترین شہادات ہیں جن کے باعث جو فریق آج شرکت کا حامی ہے کل انہی واقعات کے باعث ان کی مقاطعت کے درپے تھا اور نصوص انما المشرکون نجس وغیرہ کو بے محل کام میں لا رہا تھا۔

کہ اکثریت (خواہ بلحاظ کم ہو یا کیف) کفار کو ہے۔ پس غرض موجودہ تحر
تمکن کفار ہندوستان انکی اس وجہ سے جہاد اور موجودہ تحریک میں مر
الغرض تضاد ہے۔ یہی حال دونوں کی حقیقتوں کا ہے کہ حقیقت تحر
حاضرہ اور حقیقت جہاد میں تضاد ہے اس وجہ سے کہ جہاد شرعی کی حق
صرف مباشرت قتال ہے اور وجود قتال کے بعد افراد اعانت کا عم
ہے قال فی الدر المختار وعرفہ ابن الکمال بانہ بذل الوسع فی القتال فی
اللہ مباشرۃ او معاونۃ بمال او رای او تکثیر سواد او غیر ذ
(ص۳۰۱ ج ۳)
اور تحریک موجودہ کی حقیقت متار
خاصہ مع التزام علی ترک القتال ہے جس کی وجہ سے پرامن تحریک
نام سے موسوم ہے اور بلا دفاع مصائب و تکالیف برداشت کر
تبلیغ ہے۔ اسوجہ سے دونوں امر کی حقیقت کا اختلاف اور حقیقتوں میں
ظاہر ہے۔ پس تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ جہاد شرعی کی حقیقت و غا
اور ہے۔ اور تحریکات موجودہ کی حقیقت و غایت اور ہے اس و
سے اس تحریک میں صرف کفار کا وفارغ صورۃً اور ظاہراً دیکھکر دونو
کو ایک کرنا اور ایک کہنا غلطی اور سخت غلطی ہے پھر جہاد بلکہ جملہ احکا
شرعیہ کے لئے قوت واستطاعت کا ہونا ضروری ہے اور استطاع
[illegible] فی سلامت آلات وارتفاع موانع کما
مصرح فی اصول الفقہ) نہ صرف استطاعت لتوہمہ ورنہ جملہ حدیث
فان لم یستطع فبقلبہ میں انتفاء استطاعت کی کوئی شکل نہیں ہوگی
اسی طرح وجود امام اور یہ امید ہونا بھی ضروری ہے کہ اس قتال سے
مسلمانوں کی قوت وشوکت میں اضافہ ہوگا لہذا جہاد شرعی کی غرض

وغایت نہ پائی جانے کی وجہ سے اور شرائط کے فقدان کے باعث موجودہ جدو جہد کو جہاد شرعی نہیں کہہ سکتے جو فرض عین اور کفایہ سے تعبیر کیا جا سکے اب صرف مدار اس پر ہوگا کہ غایت مزعومہ یعنی مکمل آزادی ان تدابیر سے حاصل بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حصول کے بعد مسلمانوں کے لئے دینی لحاظ سے وہ مرکب تسلط نافع ہوگا یعنی تسلط ہنود نافع ہے یا تسلط نصاری ۔ اس میں عقلاء علماء مختلف ہیں جو موجودہ تسلط کو مضر اور اس تسلط کو نافع خیال کرتے ہیں وہ اس کی تحصیل کو واجب لغیرہ کہتے ہیں اگو دلائل سے ثبوت ایجاب میں تامل ہو پھر شرکت عملی کے بدترین نتائج پر نظر رکھتے ہوئے اور مجموعہ کی حقیقت قادر بقدرۃ الغیر کو دیکھتے ہوئے ثبوت جواز میں بھی شبہ ہوتا ہے) اور جو اس تسلط کو موجودہ تسلط سے مضر کہتے ہیں وہ منہی عنہ لغیرہ کہتے ہیں راقم الحروف بھی اپنے تجربات اور معلومات کے باعث دینی لحاظ سے نصاری کے تسلط سے ہنود کے تسلط کو اضر سمجھتا ہے غدر کے وقت سے اس وقت تک کے واقعات آئے دن قربانی کے نزاعات مسجد کے سامنے باجہ بجانے کے جھگڑے قریب ہی اور عین اتحاد کی حالت میں شدھی کی تحریکات رنگیلا رسول وغیرہ کے واقعات نہرو رپورٹ کے حالات سود در سود سے کروڑوں مسلمانوں کا افلاس وغیرہ وغیرہ ان کی اضریت کے بین ثبوت اور واضح ترین شہادات ہیں جن کے باعث جو فریق آج شرکت کا حامی ہے کل انہی واقعات کے باعث ان کی مقاطعت کے درپے تھا اور بالخصوص ملا تمام المشرکون نجس وغیرہ کو بے محل کام میں لا رہا تھا۔

کہ اکثریت (خواہ بلحاظ کم ہو یا کیف) کفار کو ہے۔ پس غرض موجودہ تحریک کی تمکن کفار ہندوستان انکی اس وجہ سے جہاد اور موجودہ تحریک میں من حیث الغرض تضاد ہے۔ یہی حال دونوں کی حقیقتوں کا ہے کہ حقیقت تحریک حاضرہ اور حقیقت جہاد میں تضاد ہے اس وجہ سے کہ جہاد شرعی کی حقیقت صرف مباشرت قتال ہے اور وجود قتال کے بعد افراد اعانت کا عموم جا ہے قال فی الدر المختار وعرفه ابن الکمال بانه بذل الوسع فی القتال فی سبیل الله مباشرة او معاونة بمال او رای او تکثیر سواد او غیر ذلک (ص۳۰ ج ۳) اور تحریک موجودہ کی حقیقت متارکت خاصہ مع التزام علی ترک القتال ہے جس کی وجہ سے پر امن تحریک کے نام سے موسوم ہے اور بلا دفاع مصائب و تکالیف برداشت کرنیکی تبلیغ ہے۔ اسوجہ سے دونوں امر کی حقیقت کا اختلاف اور حقیقتوں میں تضا ظاہر ہے۔ پس تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ جہاد شرعی کی حقیقت و غایۃ اور ہے۔ اور تحریکات موجودہ کی حقیقت و غایت اور ہے اس وجہ سے اس تحریک میں صرف کفار کا وفاع صورۃً اور ظاہراً دیکھکر دونوں کو ایک کرنا اور ایک کہنا غلطی اور سخت غلطی ہے پھر جہاد بلکہ جملہ احکام شرعیہ کے لئے قوت و استطاعت کا ہونا ضروری ہے، اور استطاعت سے یہی مراد استطاعت شرعیہ ہے (بمعنی سلامت آلات وارتفاع موانع کما ہو مصرح فی اصول الفقہ) نہ صرف استطاعت لغویہ ورنہ جملہ حدیث فان لم یستطع فبقلبہ میں انتفاء استطاعت کی کوئی شکل نہیں ہوگی اسی طرح وجود امام اور یہ امید ہونا بھی ضروری ہے کہ اس قتال سے مسلمانوں کی قوت و شوکت میں اضافہ ہوگا لہذا جہاد شرعی کی غرض

طور پر باشندگان دیہات بدیشی ہی استعمال کرتے ہیں اور غالباً کثرت سے ایسی اشیا نکلیں گی جن کے نام تک سے یہ جماعت واقف نہ نکلے گی استعمال تو کجا۔

پس اگر یہ صورت نتیجہ خیز ہوتی تو یہ عمل کافی ہوتا واذلیس فلیس اور شق ثانی عادۃً ممکن الوقوع نہیں۔

یہ امر اختلاف طبائع وعادات واغراض کو پیش نظر رکھتے ہوئے عادۃ محال ہے کہ جملہ افراد لبشر اور اشخاص انسانی کسی ایک بات پر علماً وعملاً ایسے متحد ومتفق ہوجاویں کہ کوئی مخالفت نہ کرے اور نہ کوئی مخالف باقی رہے یہ امر انبیا علیہم السلام کو باوجود تائیدات غیبیہ اور نصرات الٰہیہ کے تو میسر ہو ہی نہیں سکا (اور اگر کسی وقت ایسا ہو بھی جاوے تو یقیناً ثم یقیناً اسکو استدراج محض سے تعبیر کرنا پڑے گا) بلکہ اگر ترقی کی جاوے تو یہ کہنا نازیبا نہیں کہ فطرت خداوندی ہی کے خلاف ہے۔

پس شق اول ممکن الوقوع لیکن عقیم وغیر منتج اور شق ثانی پر باوجود فقدان علاقہ ارتباط ادعار انتاج ہے مگر عادۃ غیر ممکن الوقوع ہے۔

ہاں اگر کچھ کہا جا سکتا ہے اور کسی فہیم آدمی کے ذہن نشین ہو سکتا ہے تو صرف اسی قدر کہ جب عام طور پر شورش پھیلے گی اور جو تدابیر دبانے کی اور فرد کرنے کی سلطنت اختیار کریگی ان سے کسی صورت نہ دب سکے گی تو شاید شورش فرد کرنے کیلئے سلطنت ہندوستانیوں کے کچھ حقوق اضافہ کردے یا جب قوم میں شورش وقوت زائد پاوے اس سے مثل سابق من سمجھوتا کر کے دوسرے فریق کو دبانے تو یہ صورت بھی مسلمانوں کو مفید کیا بلکہ اغلب ہے کہ مضر ہی ثابت ہوگی پس اگر مسلمانوں کو صرف اسی غرض سے اشتراک فی المقاطعت ضروری اور منظور تھا تو کاش اپنا طریق بھی جدا تجویز کرتے۔ اور نصب العین بھی وہ احکام شرعیہ قرار دیتے جن پر عمل اس زمانہ میں دشوار ہو رہا ہے یا وہ امور دنیاوی تجویز کرتے جن سے مسلم من حیث ہو ہو کو نفع ہوتا۔ تاکہ آخرت کا اجر

پس اس امر پر نظر کرتے ہوئے کہ عین اتحاد کی حالت میں اور دوسرے کے زیر تسلط ہونیکے وقت جب ان کی یہ حالت ہو کہ ان سے دینی مضرات اکثر و زائد ہیں بہ نسبت قوم متسلط کے تو اگر آزادی مطلوبہ مل بھی گئی اور بلحاظ اکثریت منجملہ بارہ ممبروں کے آٹھ غیر اقوام کے تجویز ہوئے تو مسلمانوں کے دین و حقوق کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ اور وہ چار ممبر کثرت کے مقابلہ میں کیا کر سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی نہ معلوم کہ وہ مسلمان کون ہونگے واقعی مسلمان ہونگے یا صرف نام کے مسلمان ہونگے جنکو مسلمانوں کی وضع قطع مسلمانوں کی سیرت و صورت سے بھی نفرت ہوگی تو وہ دینی او مسلمانوں کے حقوق کو کیا جانیں گے اور کیا سمجھیں گے اور اس معجون مرکب کو جس میں کوئی خاص ذائقہ و لون نہ ہو دینی آزادی کیسے کہہ سکتے ہیں وشتان بینھما اور اس درجہ محتمل مضرات غایت کیلئے کیسے مسلمانوں کو عام طور پر ابھارا جا سکتا ہے اور کیسے تبلیغ عامہ امور قطعیہ کی طرح کی جا سکتی ہے۔ چہ جائیکہ اس غرض کی تحصیل کا جو طریق متعارف ہے اور بتلایا جاتا ہے وہ بھی مشروع نہیں مجوزہ مشرکین بلکہ راس الطائفہ ہے اسپر منکرات شرعیہ سے بھی ملوث۔

جز ثانی۔ ب کی نسبت یہ گذارش ہے کہ اظہار ناخوشی یا کسی کام لینے کے لئے اور کسی امر پر مجبور کرنے کے لئے طریق مقاطعت و متارکت طریق شرعی نہیں اور کعب بن احبار کے قصہ واقعہ فی الصحاح کو مقیس علیہ قرار دینا بھی صحیح نہیں (کما ہو ظاہر بادنیٰ تامل) پھر یہ بھی طے نہیں کہ اس آزادی مزعومہ کا حصول ممکن بھی ہے یا نہیں یا یہ صرف وہ شرطیہ ہے جس کا وقوع فرضی اور جزاء کا ترتب وہمی اور محض وہمی ہے بوجہ فقدان علاقہ باہمی کے اور تا ہنوز یہ بھی طے نہ ہو سکا کہ حصول آزادی کیلئے صرف ایک دو شئی کی مقاطعت ضروری ہے یا ہر ہر تعلق کی اور اس عموم میں تعلق سلطانیت داخل ہے یا خارج اور مقاطعت کنندگان کی کوئی خاص تعداد ہزار دو ہزار کی درکار ہے یا کل باشندگان کی مقاطعت و متارکت لازم و ضروری ہے شق اول تو اس لئے صحیح نہیں کہ عام

کے بانی مسلم ہوں اور ان کی اعانت کے لئے مشرکین بھی شریک ہو جاویں تو بعض صورتوں میں جواز ثابت ہو سکے گا۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ یعنی جسکے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کر دیا اس کی اطاعت نہ کیجئے۔

چنانچہ مبسوط میں حدیث انا بریٔ من مسلم مع مشرک[1] کے تحت میں لکھا ہے اذا کان تحت رایۃ المشرک کہ مسلمان مشرک کے جھنڈے کے نیچے ہوں یعنی تحریک کا بانی مشرک ہو۔

پس جب غرض وغایت بھی مضر اور طریق بھی منکر ہونیکے علاوہ عقیم وغیر نتیجہ یا نا ممکن اور شرکت موجودہ اطاعت کفار ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو شرکت منہی عنہ ہے

(۲) میں مفتی اول کی تصدیق کرتا ہوا دو صورتوں میں او ر ماجور سمجھتا ہوں

الف وہ سرحدی علاقہ جہاں درحقیقت تسلط مسلم ہے ج عامی آدمی اگر کسی متدین معتمد علیہ کے فتوی پر محض خدا کیواسطے دین کے جوش میں جان دیدے تو ماجور ہے

جواب سوم وچہارم بالکل کافی ہے فقط

ہذا زبدۃ ما فی علمی واللہ اعلم بالخفی والجلی
انا العبد المذنب المدعو باشفاق الرحمان الکاندھلوی
ثبتہ اللہ علی النصر اللہ السوی مدرس مدرسہ
فتحپوری دہلی

[1] یعنی میں اس مسلمان سے جو مشرکین کے ساتھ ہو بیزار ہوں ۱۲ منہ

بھی پورا ملتا اور علماء کے شایان شان بھی ہوتا اسلئے کہ حقوق ملکی مل جانے میں مسلمانوں کا کوئی خاص نفع نہیں رہا۔ اہل علم ان میں نہیں۔ تموّل انکے پاس نہیں۔ عدالتوں میں ان کا عشر عشیر نہیں تجارتیں ان کے ہاتھ میں نہیں عدد میں ان کی قلت پھر انکو کیا ملے گا۔ ہاں مطالبہ جدا تجویز ہو کر جدید طریق سے طلبی ہوتی تب ضرر ان کا ظن دفع ہوتا۔

رہا یہ زعم کہ اول نصاریٰ کو اس صورت سے نکالیں کیونکہ ان کا نکلنا تسلط تام کے باعث دشوار ہو جو اس طریق کے بغیر ممکن نہیں پھر ہنود کو نکالدینگے۔ اول تو یہ اہل حل وعقد کی رائے نہیں بلکہ زمانہ خلافت میں یہ طبع ہو چکا کہ اگر مشترکہ آزادی کے کوئی مسلم سلطنت حملہ کر کے خلاف کریگی تو اس کا ساتھ نہ دیں گے پھر اسباب پر نظر کرنیسے کہ انکی کثرت ہے کماً بھی کیفاً اور نیز ان میں باہمی اتحاد و انتظام بھی ہے اور مسلمانوں میں باہمی تشتت وتفرق یہ خیالات صرف تمنائیں اور موہوم امیدوں سے زائد نظر نہیں آتی بلکہ اگر خطرہ ہے تو اسکے عکس کا ہے کہ اسی خیال پر انہوں نے مسلمانوں کا اجتماعاً استقاطعہ کر دیا تو تارے نظر آنے لگیں گے اور وہ متعدد بار کہہ بھی چکے ہیں کہ ہندوستان اصل میں ہمارا ہے تم عرب سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ پھر حکومت میں ان کی اغلبیت ہوگی اور آئین وقواعد بھی نہ ہیں گے نہ معلوم کن مصائب کا سامنا ہو یہ خیال کہ مسلمان شجاع ہیں اور وہ بزدل تو یہ واقعات بھی پہلے ہیں ہم جلسوں کے نہیں آسکا عکس مشاہد ہے پھر یہ قیاس اپنی اقوی اقوام کا انکی اضعف سے ہے اور زمانہ موجودہ کی جنگ کو اسکی ضرورت ہی نہیں۔ فافہم

جزء سوم (ج) کی نسبت یہ گذارش ہے کہ گو استعانت ودلالت واطاعت و شرکت کے احکام میں تفصیل ہے لیکن جب کسی تحریک کا بانی مبانی مشرک ہو اور مسلمان انکے قدم بقدم چلیں۔ جیسے قانون نمک شکنی اور موجودہ بائیکاٹ کہ ان امور کے بانی مبانی مشرکین ہیں اور اس وقت ابتدائی محرک ہونے میں تو کلام ہی نہیں ہوسکتا بس یہ شرکت یقیناً شرکت منہیہ اور اطاعت کفار ہے جو معصیت ہے۔ البتہ اگر کسی امر

(۷) کانگریس نے ہندوستان کی آل پارٹیز کانفرنس کے تمام اجلاسوں کو ناکام کرادیا اور مجوزہ گول میز کانفرنس میں اپنی زیادہ نمائندگی کا مطالبہ کیا تاکہ اس میں اپنی من مانی تجاویز منظور کرائے اس سے لارڈ برکن ہیڈ کے اس بیان کی تصدیق ہوگئی کہ اگر سائمن کمیشن میں اہل ہند کو شامل کیا جاتا تو جس قوم یا فرقہ کی اکثریت ہوتی وہ سائمن کو کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے ناقابل بنا دیتا کانگریس گول میز کانفرنس میں اکثریت طلب کرکے یہی چاہتی ہے کہ کانفرنس کسی صحیح نتیجہ پر نہ پہنچ سکے بلکہ ہندوؤں کے اشارے پر چلے کیا یہ غلط ہے۔؟

(۸) کیا کانگریس نے سول نافرمانی اور قانون شکنی کی مہم اس لئے شروع نہ کی کہ وہ اسکے مقابلہ میں مشترکہ متفقہ اور متحدہ مطالبہ یا دستور اساسی کو اپنے ہندوانہ مقاصد کے لئے خطرناک سمجھتی تھی۔؟ دیکھا جا ہے

(۹) کیا کانگریس کے اعمال نامہ میں ایک بھی ایسی مثال ہے جسمیں اس نے مسلمانوں یا دیگر اقلیتوں کے مطالبات کو ہمدردی کی نظر سے

(۱۰) ہندوستان میں جس قدر ہندو مسلم فسادات ہوئے وہ کانگریس کے زمانہ اقتدار میں ہوئے۔ کیا کانگریس نے نقص امن عامہ کے انسداد کے لئے کبھی ہندوؤں کو مطعون کیا۔؟

(۱۱) ذبیحہ گاؤ۔ اذان۔ آرتی باجہ مسجد مندر شدھی اور سنگھٹن سب حقوق کے جھگڑے ہیں جو کانگریس کے زمانہ کی پیداوار ہیں کیا ان کو مٹانے کیلئے کانگریس نے کبھی کوئی عملی قدم اٹھایا۔؟

(۱۲) کیا کانگریس کی موجودہ تحریکات مثلاً شراب و دیگر مسکرات پر پکٹنگ عدم تشدد سول نافرمانی کا جو ارمو حکومت سے چھیڑ خانی کیلئے وقتی ہے یا بلحاظ اخلاقی پہلو کے دائمی ہے۔

(۱۳) یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جلوسوں جلسوں اور پکٹنگ میں عام طور پر کمسن اور ناداں بچے یا غیر ذمہ دار ہستیاں شامل ہوتی ہیں جو عدم تشدد کے اصول پر کاربند ہونیسے قطعی معذور ہیں اور اسی وجہ سے تمام ملک میں نقص امن کی آگ روشن ہوگئی ہے جس میں گنہگاروں کے ساتھ بے گناہ بھی مارے جاتے ہیں۔ کیا کانگریس نے ملک کو اس تباہی اور خونریزی سے بچانے کے لئے کچھ کیا؟

ساہوکارا اور مہاجن

(۱۴) کانگریس سے یہ امر مخفی نہیں کہ مسلمان بزاز سود در سود کے روپے پر اپنا کاروبار کرتے ہیں کپڑے کی دوکانوں پر پکٹنگ کرنیوالے انکا کاروبار بند کردیتے ہیں لیکن سود اور سود در سود روپیہ بدستور بڑھتا رہتا ہے۔ کیا کانگریس نے ان مظلوموں کو اس تباہی سے بچانے کیلئے کوئی انسدادی تجاویز کیں یا کم از کم سود کی معافی اور رعایت کی طرف سودخوار فرقہ کی توجہ دلائی ہے (۱۵) کیا کانگریس اس حقیقت سے انکار کرسکتی ہے کہ پنجاب کے زمیندار حکومت کو ہر سال پونے پانچ کروڑ روپیہ بطور مالیہ اور ہندو ساہوکاروں کو تیرہ کروڑ روپیہ سالانہ بطور سود ادا کر رہے ہیں حکومت تو زر مالیہ میں سے زیادہ تر رقم رفاہ عام کے کاموں مثلاً عوام کی تعلیم حفظان صحت اور دوسرے شعبوں پر خرچ کرتی ہے لیکن ساہوکار فرقہ زر سود سارے کا سارا مسلمانوں کو تباہ کرنے اور غلام بنانے پر صرف کرتا ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زمیندار فرقہ اور خاصکر مسلمانوں کے لئے سودخوار ساہوکار حکومت کے مقابلہ میں بہت زیادہ مظالم اور سفاک ہے کیا کانگریس نے اس ساہوکارہ نظام کی مصیبت کا کوئی مداوا آج تک کیا؟ +

36858
2.6.71

کانگریس کے نامۂ اعمال

اور

مسلمانوں کے ساتھ عداوت کا ثبوت

کانگریس جواب دے

کے عنوان سے حسب ذیل سوالات بذریعہ پوسٹر کانگریس سے سنٹرل مسلم فیڈریشن دہلی نے کئے مگر آج تک ایک سوال کا جواب بھی کانگریس نہ دے سکی

(۱) کیا کانگریس نے تقسیم بنگالہ کی مخالفت محض اس لئے نہیں کی کہ اس تقسیم سے مشرقی بنگال میں مسلم راج کے قیام کا خطرہ لاحق ہوگیا تھا

( ) کیا کانگریس نے دیش بندھو آنجہانی کے بنگال پیکٹ کو اسلئے پایۂ استحقار سے نہیں ٹھکرایا کہ اسکی رو سے بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل کرنے کا کھٹکا تھا؟

( ) کیا کانگریس نے لکھنؤ پیکٹ میں مسلمانوں کو مجبور کرکے ہندوستان کے کل صوبوں میں اقلیت میں نہیں رکھا اور ہندوستان میں ہندو راج نہیں پیدا کیا

(۴) مسلمانوں کو سائمن کمیشن کے بائیکاٹ میں شامل کرنے کے لئے کانگریس کی مجلس عاملہ نے بمبئی میں مسلم تجاویز دہلی کو منظور کیا اور آل انڈیا کانگریس نے مدراس میں بادل نخواستہ اسکی تصدیق کی لیکن جب مطلب حل ہوگیا تو نہرو رپورٹ کے ذریعہ اس تمام کارروائی کو کالعدم کردیا کیا یہ سب کچھ محض اس لئے نہیں کیا گیا کہ مسلم تجاویز دہلی کی رو سے ہندوستان کے چار پانچ صوبوں میں مسلم اکثریت ہو جاتی تھی۔

(۵) حکومت نے بارہا یہ اعلان کرکے کانگریس کو متوجہ کیا کہ ملک معظم کی حکومت کو اہل ہند کے مشترکہ متفقہ اور متحد مطالبہ سے ہمدردی ہوگی کیا کانگریس اسکے مرتب کرنے سے اس لئے گریز نہیں کررہی کہ اسکو مسلمانوں کے مطالبات سے کسی قسم کی ہمدردی نہ تھی۔

(۶) کانگریس نے شفیع لیگ۔ جناح لیگ۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرارداد اور مسٹر جناح کی ۱۴ شرائط سے بے اعتنائی کا سلوک کیا۔ نہرو رپورٹ کو زائد المیعاد قرار دیا اور کسی جدید اور بہتر دستور اساسی کی ترتیب کے بغیر مکمل آزادی کا اعلان کرکے لارڈ برکن ہیڈ کے اس چیلنج کی تصدیق کردی کہ اہل ہند بوجہ تنگ نظری اور تعصب قومی کے مشترکہ و متحدہ دستور اساسی کا مسودہ پیش کرنے سے قاصر ہیں کیا کانگریس اس الزام سے بری ہوسکتی ہے بجز مشترکہ مطالبہ سے گریز۔

U
297.2
As 36 M
178 56 ML

Library IIAS, Shimla
U 297.2 As 36 M
00036858